ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

اخبار الحکم

قیمت پیشگی سالانہ — قیمت پیشگی سالانہ

نمبر دویم | دار الامن والامان قادیان مورخہ ۶ مارچ ۱۸۹۸ء | جلد دویم

Digitized by Khilafat Library

تخمیس در مدح مسیح الزمان مجدد دوران مہدی آوان جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی ادام اللہ فیوضہم از ابو احمد امیر الدین امیر

بحمد اللہ در دم را بوقت خویش درماں شد — ہماں را کو بجستجو کردیم (از مدت) نمایاں شد
چرا در پردہ گویم۔ آں کہ چوں خورشید تاباں شد — بشارت اہلِ مسلماناں اکہ قصرِ کفر ویراں شد
چو فیضانِ خداوندی بطرز حیرت انساں شد

نصیبِ مومنین عالمین شد دولت سرمد — بہ پنجاب آبروئے تازہ بر مسلمیں آمد
باین واں بجا شد خالقِ ما مہرباں از حد — امام قادیانی میرزا یعنی غلام احمد
زحق ما مور و ملہم از پئے تائید قرآن شد

بود فیضانِ او در ربع مسکوں ہمچو خور پیدا — شدہ محروم از رویت ہو حرباً دیدہ اعمے
گواہ صدق او ادراک انسانی نہ شد تنہا — نشانِ آسمانی شاہد او اندریں دعوے
بہ الہام و کراماتش مدعا از فیضِ رحماں شد

بہ قعر بحرِ علمِ حق نہاں بود ایں درِ مکنوں — برآمد از حجاب (الحمد للہ) ایں زماں بیروں
بہ حکم گفتۂ ہادی السبل ختم الرسل اکنوں — کمر بستہ از پئے تجدید یکاں آں مجدد چوں
زمانہ از نزولِ رحمتِ حق بحرِ فیضاں شد

بباغ جنتِ اوصاف او یک خس ہمی باشد — ہمیدانند کسی کو راز باطن ہس نے باشد
ز ذکرش قدسیاں را گر زبانہ بس ہمی باشد — دریں دعوی ہمراہ شرمندگی از کس نمیباشد
دلیل من براہینش کہ از کلکش نمایاں شد

مسیحا را حیاتِ عنصری ابو کہ شد میت — الوہیت نباید راست یا شانِ عبودیت
نہ بینی مخالف را چساں گشتہ شد نیت — نہ در اخبار و رہباں ماندہ از رہ بوبیت
الوہیت بجز دل نذر یقہ او تا رو بھگواں شد

نہ دہری را توانائی کہ سازد پیش او منزل — برہمو ماندہ آریا سماں تاب اندر دل
چراغ بزم زرتشتی ست گل چوں جاں دو دیپک — نہ طاقت پادری را کو در آرد پا دریں محفل
یہودی را نہ از بیہودگی بہبودی جاں شد

اگر مے بینی از چشم بصیرت کینہ آئینش — نیاری بر زباں از بے لگامی گاہ نفرینش

مخالف انجویم کو ندارد باور م زینش — الا اے دشمن دیں گر کنی رد براہینش
کہ از لک روپیہ عشرت دہد۔ کاین دعو آساں شد

برو جہل مرکب را برائے جانم از سر کن — نگہ از دیدۂ انصاف بر ہر صفحۂ دفتر کن
پس آنگہ در خیال رد او آمادہ لشکر کن — گرت طاقت نباشد خلعت اسلام در بر کن
مسلماں شو مسلماں شو چو قائم تو بر آں شد

گرفتم گل گرفتی۔ غیر شامہ چوں در ابو ئے — بہ منزل کے رسی۔ بیرہ۔ اگر صد سال میپوئی
مگر ایں زنگ سے رنگ ٹال را بیہودہ میشوئی — الا اے بید سے دانا باثمر از بید میجوئی
امید میوہ از وے مے نماید ہر کہ ناداں شد

اگر بر وجہ احسن مے نہ بینی نور دیں او — کہ یعنی از وساوس بست سنگے سخت بجو نجو
مترس از لوم لائم حل شود تا مشکلات تو — بردار از صدق دل دارو کے تسلی کن تشفی جو
بیا بد خوان فیضان خدا آنجا کہ مہماں شد

اگر خواہی کہ در محشر شوی با عزت و حرمت — و گر خواہی کہ در عقبی دہندت روضۂ جنت
ز انبار در و گوہر شمر ایں مغتنم ساعت!!! — بیا اے طالب ایماں! اعدہ ز دست ایں دولت
کہ انکا فیوضات الٰہی۔ مجدد حرماں شد

مجدد اللہ ہر تجلی زمان مہدی دوراں — کہ روشن یا بر اہلش شد برنگ مہر و مہ تاباں
بفکر کامل دبارائے روشن قوتِ برہاں — اگر از فارسی نام و نشاں جوئی کدام ست آں
کہ از خیر البشر تذکیر او درج صحیحاں شد

ہمیں ست آنکہ گشتہ بانشاں ہا در جہاں پیدا! — ہمیں ست آنکہ از بے سیر عالم نمود ایجا!!
ہمیں ست آں مجدد۔ کو شد از خیر الامم یکتا!!! — ہمیں ست آں غلام احمد کہ دیگر کس نہ در دنیا
اگر ما شد ثریا اتصالِ او بیدراں شد

تر ا دیدار نشاں ہائے خدا چوں طرفہ آیت — بدل بودش کہ مے امید از قدر او یت
امیر آسا ہمی جستی بہ ہر دم منزل وجاہت — رفیقی را تمنائے زیارت بود بے غایت
بحمد اللہ بدیدار مبارک شاد و فرحاں شد

(ابو احمد امیر الدین - امیر)

ہے۔ پچھلی رات اُٹھنے میں دوران سر کا سخت خوف ہوتا تھا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے مسیح موعود علیہ السلام کی برکت دعا سے توفیق بھی ملی۔ اور عافیت بھی۔ اب میں اس نماز میں خاص برکت اور قبول اور ذوق اور حضور محسوس کرتا ہوں یہ سب باتیں صحبت میں رہنے سے میسر آہی جاتی ہیں۔ اصل بات یہ ہے۔ کہ انسان کی فطرت میں بے باکی اور شوخی کا ایسا مادہ رکھا ہے۔ کہ اُس کے اخلاق آرام اور امن اور عیش کے ایام میں خدا تعالیٰ سے بالکل غافل ہو جاتے ہیں۔ پھر جب اُس کی سنگدلی اور غفلت اور بے حیائی اور خدا کی طرف پیٹھ پھیرنا حد تک پہونچ جاتے ہیں۔ ایسے وقت میں خوف دلانے والے روح میں گدازش پیدا کرنے والے نشان دکھاتا ہے۔ چنانچہ قرآن شریف میں فرمایا ہے اخذنا

هم بالباساء والضراء لعلهم يضرعون۔

یعنے جب اُن کی شوخی اور اعراض حد سے بڑھ جاتا ہے پھر ہم اُن پر قحط اور وبا اور لڑائیاں بھیجتے ہیں۔ اور اس سے غرض یہ ہوتی ہے۔ کہ وہ فروتنی اور گریہ وزاری کی خصلت اپنے اندر پیدا کریں۔ ہمیں ہر روز امام صادق آنے والی بلاؤں سے بذریعہ تازہ تازہ الہامات کے ڈراتے اور شہوات کے انذار اور تخویف سے یوں تباہ کرتے ہیں جیسے آگ خس و خاشاک کو بھسم کر دیتی ہے۔ خدا تعالیٰ کا احسان ہے۔ کہ ہماری جماعت میں سابق کی نسبت صلاحیت اور تقویٰ اللہ بڑھتا جاتا ہے۔ آج تیسرا روز ہے الہام ہوا۔ کہ یوم تاتیک الغاشیہ یوم تنجوا کل نفس بما کسبت۔ یوم تجزی کل نفس بما کسبت۔ یعنی ایک خوفناک غش ڈالنے والا انسان کو چاروں طرف سے گھیرنے والا وقت آنے والا ہے۔ اس وقت ہر ایک شخص اپنے اعمال کے سبب سے نجات پائے گا۔ اُس وقت ہم ہر شخص کو اُسکے اعمال کے موافق جزا دیں گے۔ حضرت نے ان الہامات کے بعد جماعت کو بڑی تاکید کی۔ کہ تیاری کرو۔ نمازوں میں عاجزی کرو۔ تہجد کی عادت ڈالو۔ تہجد میں رو رو کر دعائیں مانگو کہ خدا تعالیٰ گڑگڑانے والوں اور تقویٰ اختیار کرنے والوں کو ضائع نہیں کرتا۔ آپ بھی ضرور تہجد کی عادت ڈالیں۔ گھر میں بھی تاکید کریں۔ اور حقیقتاً یہ وقت ہماری جماعت کے لئے موسم بہار کا وقت ہے۔ اس میں اگر کوئی شاخ برگ و بار نہ لائے۔ تو یقیناً وہ ایندھن ہے۔ جو آگ میں جھونکا جاویگا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کی ترقی بھی خوفناک وقتوں ہی کے سبب سے ہوئی۔ جو لڑائیوں کی صورت میں اُنہیں پیش آئے۔

اب خدا تعالیٰ نے ہماری اصلاح کے لئے اتفاقات کو وباؤں اور قحطوں اور جنگوں کی شکل میں بدل دیا۔ اور ضرور تھا کہ یوں ہی ہوتا۔ کہ ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے پاک منہ کی باتیں پوری ہوں۔ خدا تعالیٰ نے تو سارے نشان ظاہر کر دیئے۔ تو کہ آنکھ اور دل والے جان جائیں کہ آنے والا آگیا۔ مگر افسوس بدنصیب گروہ اب تک اس نور اور حق کی طرف سے غفلت اور استہزا میں زندگی بسر کر رہا ہے۔ پر ہم پر تو حجت پوری ہو گئی۔ اور ہم اس اعتراف ولبیک سے اپنے منہ آپ پکڑے گئے۔ اگر ہم نے کوئی تبدیلی نہیں کی۔ اور ہمارے پنہانی غیظ و غضب دور نہیں ہوئے۔ اور چھپی بدکاریاں اور ظاہری شوخیاں اپنی ویسی ہی جگہ اپنی پر ہیں۔ تو ہم پر اوروں کی نسبت دوگنا عذاب ہوگا۔ اور مسیح ہمارے حق میں وبال اور نکال ہوگا۔ کیونکہ ہم اپنی بدفعلیوں کی وجہ سے اُس کی توہین کا باعث ٹھہر گئے۔ اور ہماری چھپی بدکاریاں اس کی دعاؤں کی قبولیت کی راہ میں روک اور اُس کی ترقی میں بھاری چٹانیں اور فتنہ کا باعث بن گئیں۔ حضرت موسی علیہ السلام سے کئی مرتبہ پاک سرزمین کا وعدہ ہوا۔ اور خدا تعالیٰ نے وعدہ کیا۔ مگر جماعت کی بدکاری اور بے حیا زندگی اُس مرد خدا کی ناکامی کا باعث ہوئی۔ سو وہ خدا تعالیٰ کا برگزیدہ اس جہان سے اُٹھ گیا۔ اور وعدہ پورا نہ ہوا۔ ہماری پاک کتاب میں تقویٰ کی بے حد قیدیں مختلف صیغوں میں اسی وجہ سے لگائی گئیں کہ پہلی قومیں عدم تقویٰ کے سبب سے عبرت انگیز نمونہ ٹھہر چکی تھیں۔ خدا تعالیٰ نے چونکہ رحمانیت سے مقدر کر رکھا تھا۔ کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پورے کامیاب ہوں۔ اُن کی جماعت کو وہ سچی طہارت اور تقویٰ نصیب کی جس کی نظیر بعد کے قرنوں میں ملنے محال کے قریب ہے۔ قرآن کریم اُن کی تبدیلی کا جا بجا ذکر کر کے دکھاتا ہے۔ کہ وہ جو ابناء اللہ کہلاتے اور احباء اللہ ہونے کا دم مارتے ہیں۔ کیوں مغضوب و مخذول ہوئے۔ اور مسلمان کس سند کی وجہ سے منصور و موید ہوئے۔ بہت بڑی اور کامل کلید جس سے صحابہ نے دنیا کی سربستگیوں کو کھولا اور تنگ جگہوں اور مہلک راہوں میں خدا تعالیٰ نے انہیں مخرج عطا کیا۔ نماز کی سچی پابندی اور اسمیں خشوع کرنا تھا۔ میں نے قرآن کریم میں تدبر کر کے دیکھا ہے۔ کہ خدا تعالیٰ ہر سخت اور نازک وقت میں اندرونی حرب ہو۔ یا بیرونی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کی پاک جماعت کو رجوع بہ نماز

کرتا ہے۔ اور یہ ایسی صفت ہے۔ کہ تقوے اور خشیت اور خوف آخرکار اسی سے پیدا ہوتے ہیں۔ ہمارے مبارک امام علیہ السلام بھی بار بار یہی وصیت فرماتے ہیں۔ کہ جماعت متقی بن جاوے۔ اور نمازوں میں خشوع و خضوع کی عادت کریں۔ اور ایک روز بڑے درد سے فرمایا۔ کہ اصلاح اور تقویٰ پیدا کرو۔ ایسا نہ ہو۔ کہ تم میری راہ میں روک بن جاؤ۔ اُس دن میری حالت سخت غیر ہو گئی۔ میں نے اپنے اندر دیکھا۔ تو کوئی اصلاح اور نیکی اپنے اندر نظر نہ آئی۔ اور میں سب سے آگے بڑھ کر بیٹھتا۔ بلکہ امام بنتا تھا۔ مجھے ہلاک کر دینے والا خوف دامنگیر ہوا۔ کہ کہیں میری معصیت کی وجہ سے اس الٰہی سلسلہ میں کوئی ہرج مرج پیدا نہ ہو۔ میں نے دعائیں کیں۔ اور کر رہا ہوں۔ اور اب امید کی خوشبو سونگھنے لگا ہوں۔ کہ اللہ تعالیٰ مجھے دوسروں کی ٹھوکر کا باعث نہ بنائے گا۔ اس سے غرض یہ ہے کہ ہمارے بھائیوں کو چاہیئے کہ اپنے بہی کھاتوں کی پڑتال شروع کر دیں۔ کہ حساب کا وقت قریب آگیا ہے۔ اور ایسا نہ ہو۔ کہ سورج غروب ہو جاوے۔ اور ہمارا دن بالکل ضائع چلا جاوے۔ ۔۔۔۔۔ یہ بالکل سچی بات ہے۔ کہ جس کے دو دن برابر ہوں۔ اُس نے نقصان اُٹھایا۔ خدا تعالیٰ مجھے اور آپ کو اور سب بھائیوں کو استقامت بخشے + آمین

عبدالکریم ۴ فروری سنہ ۹۸ء

قابل تقلید اظہار خوشی

ہمارے نوجوانوں کے فخر خواجہ کمال الدین صاحب بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی۔ نے اپنے امتحان قانونی پاس ہونے کی خوشی میں اخبار الحکم کے پانچ پرچے خرید کئے۔ جو اُن کے ارشاد کے موافق پانچ آدمیوں کے نام جاری کئے گئے۔ اس قسم کی تحریک سے ہم امید کرتے ہیں۔ کہ ہمارے نوجوانوں اور دیگر احباب کو الحکم کی سچی امداد کا ایک راستہ ہاتھ آگیا۔ خواجہ صاحب کی اس امداد پر ہم آپ کا شکریہ کرتے ہیں۔ اور دعا کرتے ہیں۔ کہ وہ اپنے ارادوں میں زیادہ کامیاب ہوں۔ تاکہ اوسی قدر امداد الحکم کو دے سکیں۔ آمین

ہم لٹاتے ہیں آج لعل گہر　نہ ہے کوئی لاولد مضطر

غنی ہے حق میں ہر بشر کے یہ سر　لعل و در یتیم سے بڑھ کر

اکسیر اولاد	اظہار بشارت	حکیم شیخ نظام الدین شفاخانہ امرتسر	معیار صداقت	
نور حدیقہ ہمیں ...	ناظرین نے دفار طب اشتہار و اسناد پیشما سے کما حقہ اطمینان کر سکتے ہیں اور گندم نما جو فروش اشتہاریوں سے جو نہ طبیب ہیں نہ ڈاکٹر جان و مال کو محفوظ رکھ سکتے ہیں یہاں خیر خواہی عام اور راستبازی سے کام ہے۔ مرد میدان بنکر ہمیں شرطیہ بلا آزمائیں جھوٹوں کو سچا اور سچوں کو جھوٹا نہ بتائیں	پالاتی / پاشانی / پاکانی / بیبانی	بلا شرطیہ معالجہ صرف قیمت دوا دیکر آزمائیے اور شرطیہ میں اقرار نامہ سٹامپ لکھوایا جاتا ہے جس کو اس پر بھی یقین نہ آوے۔ وہ جتلکہ لکھائے اگر مراد پوری نہ ہو۔ دوا کا خرچہ واپس بلکہ ہرجانہ جرمانہ تو صحت کے طالبو لاد آرزو مندو یہ دولت نعمت جانو و فضل خدا داد کی منادی ہے عام مبارکباد ہے	بیمو فضل ایزد و دو / بیوتوں میں آتی ہے بامراد کو

اس خادم الاطباء کو ۲۸ سالہ طبیہ تجربات اور فقرا کاملین و سیاحین کے خدمات سے ایسے ایسے سریع التاثیر نسخے ہاتھ آئے ہیں کہ اکسیر کا حکم رکھتے ہیں۔ خصوصاً اولاد و فرزند نرینہ و حیات مولود و دفع اسقاط کے لئے تیر بہدف ہیں۔ اگرچہ کثرت اشتہارات نے خلق کو بدظن کر دیا۔ مگر ۵ خدا پنج انگشت یک ساں نہ کرد۔ بندہ کو اس نعمت خداداد کے پوشیدہ رکھنے کا حکم نہیں بزرگوں کے ارشاد سے فیض عام کا اشتہار ہے۔ کہ اوّل تو وہی ہوں گی۔ مگر نمبر اوّل کم مقدور والے صرف خرچ مندرجہ ہے۔ اور (۲) تونگر عہدہ دار خرچ دو چند سے دوائیں لے جائیں۔ اور دلی مراد پائیں۔ (۳) شرطیہ تا بعد خرچ دوا رسید دستخطی لے۔ اگر میعاد مقررہ کے اندر امید بر آئے بندہ کا حق ہے۔ ورنہ واپس لے جائے۔ (۴) شرطیہ مابعد خرچ دوا وے کر اقرار نامہ مدد و ماہ لکھدے۔ بہ شرط پیدائش نرینہ بمیعاد معینہ ادا کرے۔ ورنہ خرچ دوا بھی بذریعہ رسید واپس لے۔ (۵) زر تصفیہ شدہ فیمابین معتبر شخص کے پاس برضا مندی طرفین امانت رکھدیں۔ بہ شرط کامیابی بندہ پائے ورنہ واپس لیں۔ (۶) اس پر بھی اطمینان نہ ہو۔ تو مچلکہ شرطیہ لکھائیں۔ وقت تولد فرزند نرینہ آمدنی چہار ماہ واجب الوصول ہو۔ ورنہ ہرجانہ جرمانہ حسب قرار داد قبول۔ فضل خداداد کی منادی ہر طرح کرا دی۔ شرطیہ اقرار نامہ سے جھوٹے اشتہاروں کی بنیاد ڈھا دی۔ اگر علاج میں شک ہو تحقیق کر لو۔ مراد پاتے پر دینا کس کو گراں ہے۔ فرزند نرینہ لاکھوں سے ارزاں ہے۔ جو گھر اس لعل سے منور نہیں۔ وہ خانہ خراب ہے۔ گھر نہیں۔ ۵ برباد وہ شجر ہے کہ جس کا ثمر نہیں۔ گمنام وہ بشر ہے کہ جس کا پسر نہیں۔ کتاب اسناد کامل فہرست و پرچہ تشخیص لاولدی ایک ٹکٹ بھیج کر منگوائیے۔ جن مایوسین نے زندگی دوبارہ پائی اور جنگی دلی مراد بر آئی۔ ملاحظہ فرمائیے۔ تشخیص مرض کے بعد بذریعہ خط و کتابت علاج ہو سکتا ہے طریق استعمال دوا و غذا پرہیز ٹکٹ ملفوفہ دیکھنے سے واضح ہوگا۔ والیان ریاست و امراء حسب منشار خود شرائط مندرجہ سے مستثنے ہیں۔

نمبر	نام مرض	رقم پیشگی	نمبر	نام مرض	رقم پیشگی	نمبر	نام مرض	رقم پیشگی	نمبر	نام مرض	رقم پیشگی
۱	جسکے اولاد نہ ہو	عہ	۱۰	قولنج دوری	ھہ	۱۹	لقوہ	عا	۲۸	نل اترنا	ھہ
۲	جسکے اولاد چھوٹی عمر مر جائے	ھہ	۱۱	سوزاک	ھہ	۲۰	بھگندر	عا	۲۹	طول و عرض عمق کو زائد	ھہ
۳	جسکا حمل ۳-۶-۸ ماہ گر جاوے	ھہ	۱۲	سرعت	عا	۲۱	ناسور آنکھ	عا	۳۰	[illegible]	عا
۴	جسکے لڑکیاں ہوں لڑکا نہ ہو	ھہ	۱۳	جریان	عا	۲۲	بواسیر خونی و بادی	ھہ	۳۱	نزلہ و زکام	عا
۵	کمزوری	عہ	۱۴	غلط کاری	ھہ	۲۳	ادھرنگ	عہ	۳۲	تسہیل ولادت	عا
۶	مرگی	ھہ	۱۵	گنٹھیا	عا	۲۴	ضیق النفس	عہ	۳۳	ہیضہ مجرب المجرب	عا
۷	تپ دق	عہ	۱۶	سفیدی آنکھ	عہ	۲۵	پیپ	ھہ	۳۴	نیجا چوتھا روزانہ	عہ
۸	ضعف باہ	ھہ	۱۷	ضعف بصر	عا	۲۶	آتشک	ھہ	۳۵	ضعف ہضم	عہ
۹	ضعف جگر	عا	۱۸	سبل	عا	۲۷	آتشک گل بدن	عہ	۳۶	سرسام	عا

المشتہر شیخ نظام الدین حکیم امرتسر چوک ڈیوڑھی کرموں

ممیرے کا سُرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزامینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں - میڈیکل کالج کے پروفیسروں - نامور ڈاکٹروں - والیان ریاست اور ولائت کی یونیورسٹی کی سندیافتہ یورپین ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے - کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے ضعف بصارت تاریکی چشم - دُھند - جالا - پڑوال - غبار - پھولا - سبل - سُرخی - ابتدائی موتیا بند - ناخنہ - پانی جانا - خارش وغیرہ - معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سُرمہ کا استعمال کرتے ہیں - چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی - بچے سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکساں مفید ہے - قیمت اس لئے کم رکھی ہے - کہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں قیمت فی تولہ جو سال بھر کیلئے کافی ہے - مبلغ ۲ ممیرے کا سُرمہ اعلیٰ قسم فی تولہ مبلغ تین روپیہ - خالص ممیرہ فی ماشہ بیس روپیہ - مصری سُرمہ فی تولہ ۴ خرچ ڈاک بذمہ خریدار - درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں نقلی و جعلی ممیرے کی سُرمہ کے اشتہاروں سے بچنا چاہئے - المشتہر پروفیسر میا سنگہ اہلووالیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپورہ (پنجاب)

ان سے بڑھ کر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے

۱- میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سُرمہ جو سردار میا سنگہ صاحب اہلووالیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کیلئے تو بمنزلہ اکسیر ہے - آنکھوں سے پانی کا جانا - دُھند - سوزش ہر قسم جسکو عموماً آنا کہتے ہیں جیسے کمزوری نظر - ناخونہ - باہر اور اندر کی جھلی کا زخم اور ان سے بیک گرنا چونکہ اس سُرمہ میں کوئی مضر کیمیائی شے نہیں ہے اسلئے ہر کس کیلئے اسکا استعمال مفید ہے مفصلات میں جہاں لائق ڈاکٹروں کا ملنا مشکل ہے وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہئے - میں بلا شک و شبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کیلئے ممیرے کا سُرمہ ضروری مفید ہے - راقم ڈاکٹر ڈی - ایم مسا نگھے صاحب بہادر ایم بی - ایم - ایس سند یافتہ یونیورسٹی ایڈنبرگ (انگلنڈ) امرت سر

۲- میں بڑی خوشی سے ممیرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں - کہ جو سردار میا سنگھ صاحب اہلووالیہ نے تیار کیا ہے میں نے اس کا تجربہ اپنی ایک زیر علاج مریضہ مساۃ اتم دیوی بعمرہ ۴ سال سکنہ لاہور پر کیا ہے - مریضہ مذکور کی آنکھوں کی پلکوں میں خرد خرد دانے نکلے ہوئے تھے - اور پڑوال پڑتے تھے - آنکھیں عرصہ سے سُرخ اور دُکھی ہوئی تھیں انمیں سے کثرت سے مواد نکلتا تھا - اس کی بینائی میں اس قدر فرق آگیا تھا - کہ سوئی کا دھاگا بھی نہیں پرو سکتی تھی - اور وہ ان اشیاء کو جو اس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھیں صفائی سے دیکھ نہیں سکتی تھی - مریضہ مذکور نے بیس روز تک سرمہ کا استعمال کیا - جسکا یہ نتیجہ ہوا کہ اس نے امراض مذکورہ سے کلی صحت پائی - راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان ایل ایم - ایس اسسٹنٹ سرجن پنشنر و آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور -

۳- جناب پروفیسر میا سنگہ صاحب تسلیم بصد تعظیم - شاید آنجناب کو یاد ہوگا - کہ بندہ نے آپ سے ممیرے کا سفید سُرمہ منگوایا تھا جس نے جادو کا اثر دکھلایا - یعنی ایک دوکاندار مسمی دولا مل کی آنکھوں میں پھولا پڑ گیا تھا - اور بسبب پتلی پر پھولے کے ہونے کی نظر قطعاً بند ہو گئی تھی - لیکن قریب دس روز کے استعمال سے پھولا روپوش ہو گیا - اور پتلی صاف و شفاف ہو کر نظر بدستور قائم ہو گئی ہے اور مریض دعاگو ہے بندہ بھی بصد شکر گذاری جوش طبیعت کو ظاہر کئے بغیر نہیں رہ سکتا جو آپ نے ایسی نادر دوا کو اس قدر قلیل قیمت پر لگا کر خاص و عام خلق خدا پر بہت احسان اور ثواب کا کام کیا ہے - لہذا بندہ بخدمت ہر خاص و عام بلا تعلق تاکید کرتا ہے کہ بروقت مبتلا ہونے مرض چشم خواہ کسی قسم کا مرض ہو - اس اکسیر حیات چشم یعنی سُرمہ ممیرہ والا کے استعمال کرنیکا موقعہ ہرگز ہاتھ سے نہ دیں - لہذا التمس ہے کہ دو تولہ ممیرے کا سُرمہ بذریعہ قیمت طلب پارسل عنایت فرما دیں راقم ڈاکٹر نرائن سنگہ ہاسپٹل اسسٹنٹ کوٹ گڑھ ڈسپنسری شملہ -

۴- جناب من میری آنکھ میں ایک مرض ہے جس کا علاج حکمار اور ڈاکٹران لاہور مثل ڈاکٹر پیری صاحب اور کیکیٹ وغیرہ نے کیا کچھ فائدہ نہ ہوا آپکے سُرمہ سے تخفیف ہوئی اب صرف دھند اور کم طاقتی ہماری چشم میں ہے اور ایک تولہ سفید بذریعہ قیمت طلب پارسل بھیجدیں - دستخط سردار صاحب محمد خاں دُرّانی شاہزادہ کابل خلف الرشید جناب امیر فیض محمد خاں صاحب مرحوم والی ملک ترکستان - ۶ - مارچ ۱۸۹۷ء

پانچہزار روپیہ کا انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات میں سے جو قریب بارہ ہزار کے ہیں ایک کو بھی فرضی ثابت کر دے اسکو مبلغ پانچہزار روپیہ انعام دیا جاویگا - جو لاہور کے الائنس بنک مارچ ۱۸۹۵ء کو جمع کیا گیا -

شیخ یعقوب علی (تراب) ایڈیٹر و پروپرائٹر کے لئے انوار احمدیہ پریس قادیان میں چھپا -

امام الزمان کی مجالس

اس عنوان کے نیچے ہم ہمیشہ وہ متفرق کلمات درج کیا کرینگے۔ جو وقتاً فوقتاً حضرت حجۃ اللہ کے مبارک منہ سے نکلا کرینگے۔ ایڈیٹر

کثرت ازدواج کے متعلق فرمایا۔ الفاظ قرآن کریم میں دو دو تین تین چار چار کرکے ہی آئے ہیں۔ مگر اسی آیت میں اعتدال کی بھی ہدایت ہے۔ اگر اعتدال نہ ہو سکے۔ اور محبت ایک طرف زیادہ ہو جاوے۔ یا آمدنی کم ہو۔ اور یا قوت رجولیت ہی کمزور ہو۔ تو پھر ایک سے تجاوز کرنا نہیں چاہئیے۔ ہمارے نزدیک یہی بہتر ہے کہ انسان اپنے تئیں ابتلاء میں نہ ڈالے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ۔

حلال پر بھی ایسا دوڑ نہ مارو کہ نفس پرست ہی بن جاؤ۔ غرض اگر حلال کو حلال سمجھ کر بیویوں ہی کا بندہ ہو جاوے۔ تو یہی غلطی کرتا ہے۔ ہر ایک شخص اللہ تعالیٰ کی منشاء کو نہیں سمجھ سکتا۔ اس کا یہ منشاء نہیں۔ کہ بالکل زن مرید ہو کر نفس پرست ہی ہو جاؤ۔ اور وہ یہ بھی نہیں چاہتا کہ رہبانیت اختیار کرو۔ بلکہ اعتدال سے کام لو۔ اور اپنے تئیں بیجا کارروائیوں میں نہ ڈالو۔

انبیاء علیہم السلام کے لئے کوئی شے کوئی تخصیص اگر اللہ تعالیٰ کر دیتا ہے۔ یہ کوتاہ اندیش لوگوں کی بدنظری اور غلطی ہے کہ وہ اس پر اعتراض کرتے ہیں۔ دیکھو توریت میں کاہنوں کے فرقہ کے ساتھ خاص مراعات ملحوظ رکھی گئی ہیں۔ اور ہندوؤں کے برہمنوں کے لئے خاص خاص رعایتیں ہیں۔ پس یہ نادانی ہے۔ کہ انبیاء علیہم السلام کی کسی تخصیص پر اعتراض کیا جاوے۔ اُن کا نبی ہونا ہی سب سے بڑی خصوصیت ہے۔ جو اور لوگوں میں موجود نہیں۔

خدا کا تلون بھی رحمت ہے دیکھو یونس علیہ السلام کی قوم کے معاملہ میں قطعی الہام تھا۔ مگر جب لوگوں نے چیخنا چلانا شروع کیا تو عذاب ٹلا دیا اور رحمت کے ساتھ ادھر نگاہ کی۔ پس خدا کے تلون میں بھی ایک خاص لطف ہے مگر اُس کو وہی لوگ اٹھا سکتے ہیں۔ جو اس کے سامنے روتے اور عجز و نیاز ظاہر کرتے ہیں۔ مجھے بارہا تعجب آتا ہے۔ کہ لوگ اپنے جیسے انسان کی خوشامد تو کرتے ہیں۔ مگر افسوس خدا کی خوشامد نہیں کرتے۔

یہ یاد رکھو۔ کہ وقتاً ہر ایک چیز کے لئے اگر یہ بات ہو کہ جواب جلدی جاوے تو کچھ اچھا نہیں ہوتا۔ پس دعا کرو نہ امید نہ ہو۔ دعا ہو جس قدر دیر ہو۔ اور مایوس ہو کر نظر ظاہر کوئی جواب نہ ملے۔ تو خوش ہو کر سجدہ شکر بجا لاؤ۔ کیونکہ اس میں بہتر بھلائی ہے۔ توقف کامیابی کا موجب ہوتا ہے۔ اور اس میں قبولیت دعا کا ایک راز ہم کو یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ جوں جوں انسان کی قبولیت میں بظاہر توقف اور دیر ہوتی جاوے گی اسی قدر اُس کی اضطراری حالت اور بے چینی بڑھتی جائے گی جس کی وجہ سے وہ خدا کے حضور نہایت عجز سے اور بہت زور سے گڑگڑانے کے قابل ہو جائیگا۔ ایڈیٹر)

دعا بہت بڑی سپر کامیابی کے لئے ہے۔ یونس علیہ السلام کی قوم گریہ و زاری اور دعا کے سبب آنے والے عذاب سے بچ گئی۔ میری سمجھ میں مغاضبت مغاضبت کو کہتے ہیں۔ اور حوت مچھلی کو کہتے ہیں۔ اور نون تیزی کو بھی کہتے ہیں اور مچھلی کو بھی۔ پس حضرت یونس علیہ السلام کی وہ حالت ایک مغاضبت کی تھی۔ اصل یوں ہے۔ کہ عذاب کے ٹل جانے سے اُن کو شکوہ اور شکایت کا خیال گذرا۔ کہ پیشگوئی اور دعائیں ہی رائیگاں گئیں۔ اور یہ بھی خیال گذرا کہ میری بات پوری کیوں نہ ہوئی۔ پس یہی مغاضبت کی حالت تھی۔ اس سے ایک سبق ملتا ہے۔ کہ تقدیر کو اللہ بدل دیتا ہے۔ اور رونا دھونا اور صدقات فرد قرارداد جرم کو بھی ردی کر دیتے ہیں۔ اصول خیرات کا اسی سے نکلا ہے۔ یہ طریق اللہ کو راضی کرنے کے ہیں۔ علم تعبیر الرویا میں مال کلیجہ ہوتا ہے۔ اسی لئے خیرات کرنا۔ جان دینا ہوتا ہے انسان خیرات کرتے وقت کس قدر صدق و ثبات دکھاتا ہے۔ اور اصل بات تو یہ ہے۔ کہ صرف قیل و قال سے کچھ نہیں بنتا جب تک کہ عملی رنگ میں اگر کسی بات کو نہ دکھایا جاوے صدقہ اس کو اسی لئے کہتے ہیں۔ کہ صادقوں پر نشان کر دیتا ہے۔ حضرت یونس کے حالات میں در منثور میں لکھا ہے۔ کہ آپ نے کہا۔ کہ مجھے پہلے ہی معلوم تھا کہ جب تیرے سامنے کوئی آوے گا تجھے رحم آجائیگا۔ ؏

ایں مشت خاک را گر نبخشم چہ کنم

منشی رستم علی کورٹ انسپکٹر دہلی کے خواب کی تعبیر میں فرمایا کہ نماز عید شہر میں پڑھنا بہت بڑی کامیابی ہے۔

الہ لسبب وقوف ... امام ہے۔ نہ خاص عارف وہ شخص ہے۔ جس کو اپنی استعداد اور شناخت کا مادہ ہو۔ اسی طرح حماقۃ الحکمت ہے۔ ... سے مراد ہے جو شخص حسین نہ ہو گ لگانے والی ہو۔ عقل ہوتی ہو۔ آدمیوں میں شرارت کو بڑھاتی ہے۔ سعدی لکھتا ہے۔

سخن چینی بدبخت ہیزم کش است

سورۃ تبت پر اعتراض سن کر فرمایا۔

دنیا کی دولت اور سلطنت رشک کا مقام نہیں۔ مگر رشک کا مقام وہ مجلس ہے جس میں اپنے احباب حاضر تھے۔ اور غیر حاضرین میں سے جن کے نام یاد آئے۔ یا شکل یاد آئی۔ آج بہت دعا کی۔ اور اتنی دعا کی۔ کہ اگر خشک لکڑی پر کی جاتی۔ تو سرسبز ہو جاتی۔ ہمارے احباب کے لئے یہ بڑی نشانی ہے۔ (حضرات اللہ فی الدارین خیراً)

رمضان کا مہینہ الحمد للہ گذر گیا۔ عافیت اور تندرستی سے یہ دن حاصل ہیں پھر اگلا سال خدا جانے کس کو آئے گا کس کو معلوم ہے کہ اگلے سال کون ہوگا۔ پھر کس قدر افسوس کا مقام ہوگا اگر اپنی جماعت کے ان لوگوں کو فراموش کر دیا جاوے۔ جو انتقال کر گئے ہیں۔ یہ اپنے وقت میں ازدیاد۔ کہ جب فہرست میں زندوں کے نام ثبت ہوئے تھے۔

ظاہر پرستی سے یہودیوں پر یہ آفت آئی کہ وہ مسیح علیہ السلام کا انکار کرتے رہے اور نہ صرف یہی بلکہ ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا بھی انکار کرتے رہے۔ ان کو خیال تھا کہ مسیح آئے گا۔ تو ایک بادشاہ ہو کر آئے گا۔ اور بڑے شان و شوکت سے تخت داؤد پر جلوہ افروز ہو گا۔ اور اس کے آنے سے پیشتر ایلیا آسمان سے اترے گا۔ مگر جب مسیح آیا۔ تو اس نے ایلیا تو یوحنا کو بنایا۔ اور وہ آپ بجائے بادشاہ ہونے کے ایسی عاجزی کی کھائی۔ کہ سر رکھنے کو بھی جگہ نہ ملی۔ اب ظاہر پرست یہودی کیونکر ان لیتے پس انہوں نے بڑے زور سے انکار کیا۔ اور اب تک کرتے ہیں۔ یہی مصیبت ہمارے زمانہ کے مولویوں اور ملاؤں کو پیش آئی ہے۔ وہ منتظر ہیں۔ کہ مسیح اور مہدی آکر لڑائیاں کریگا۔ مگر خدا تعالیٰ نے یہ امر بھی ملحوظ رکھا تھا۔ اور بخاری نے یضع الحرب کہکر اُسکا قضیہ ہی چکا دیا تھا۔ پھر بھی یہ امن اور سلامتی کے خواستگار کو ماننا نہیں چاہتے۔

مندرجہ بالا کلمات طیبات فروری ١٩٠١ء کے ہیں جو ہم نوٹ کر سکے انشاء اللہ آئندہ ڈائری لکھنے کا التزام کیا ہے اور ہفت روزہ ڈائری الحکم کے ذریعہ

شیخ محمد حسین بٹالوی پر جھوٹ کی مار

اور

اِنّی مُھِیْنٌ مَنْ اَرَادَ اِھَانَتَکَ
کا نئے طور پر اظہار

من از آن حسن روز افزوں کہ یوسف داشت دانستم
کہ عشق از پردۂ عصمت بروں آرد زلیخا را

ہمارا ہرگز ہرگز ارادہ نہ تھا۔ کہ شیخ محمد حسین بٹالوی کی بے تکی، باتوں پر کوئی اگیشن لیکر اپنے قیمتی کالم ضائع کریں۔ خصوصاً اُس وقت سے جب کہ وہ خود اپنے ہاتھوں اور اپنی آنکھوں سے الہام انی مھین من اراد اھانتک کا خوفناک نظارہ اپنے ہی گھر بٹالہ میں بمقدمہ ہنری مارٹن کلارک کرسی مانگ کے دیکھ چکا تھا۔ مگر اُس کے تازہ اور سفید جھوٹ نے جو حال ہی میں اُسی معاملہ کرسی کے متعلق اُس نے کھلے بندوں ظاہر کیا ہے ہمکو مجبور کر دیا۔ کہ شیخصاحب کی اس نہایت ہی نفرت انگیز حرکت پر پبلک کو اور خود شیخصاحب کو ایکبار اور توجہ دلاکر حجت پوری کریں

ہنری مارٹن کلارک کے مقدمہ میں بٹالوی صاحب کا کرسی مانگ کر جھاڑیں کھانا۔ اور جھڑکیاں سہنا۔ کوئی ایسا مخفی امر نہ تھا۔ جسکی اطلاع کسی کو نہ ہو سکتی ہو۔ ایک عام مجمع میں جہاں کئی معزز اشخاص اہل کاروں وغیرہ کے علاوہ موجود تھے اُنکا درخواست کرسی پر نادم ہونا اور مجسٹریٹ ضلع کا ڈانٹ بتانا اُسی وقت طشت از بام ہو چکا تھا۔ اور خود ہم نے ہی آج سے سات ماہ پیشتر اُنہی دنوں میں جنگ مقدس ثانی کے تیسرے نمبر میں اس ساری کیفیت کا نظارہ کھینچ کر ناظرین کو دکھلا دیا تھا جسکی تردید میں آج تک شیخصاحب کا قلم ٹوٹ گیا۔ اور بھولے سے بھی وہ اُس کے مخالف ایک حرف نہ لکھ سکے۔ اور نہ کسی خط تردیدی کے ذریعہ ہم کو اطلاع دی۔ اُن کا اشاعۃ اگر فوت ہو رہا تھا تو کسی اور اخبار ہی میں مشتہر کراتے۔ دھرم مہوتسو کی رپورٹ کے مضمون پر تو چودھویں صدی میں اعلان کرانے دوڑے۔ مگر افسوس کہ اس کلنک کے ٹیکے کو اتارنے کے لئے ذرا بھی کوشش نہ کی۔ اور اب سات ماہ بعد یاد آیا کہ یہ واقعہ غلط ہے۔ اور اس جھوٹ بلکہ سفید اور کریہ جھوٹ کو جسکی تعفن اور قراقر سے اُن کے دماغ میں بھول اور نفخ کا زور ہو رہا تھا۔

اب اگلا جس کی وجہ یہ ہوئی۔ کہ ہمارے سید و مقتدا **حضرت امام الوقت** (ایدہ اللہ) نے ۲۸ فروری سنہ رواں کو ایک خط بعد ثبت شہادت اس محبت اور ہمدردی کے جوش سے جو اس مبارک اور مقدس قوم کو اپنی مخالفوں سے خصوصاً اور بنی نوع انسان سے عموماً ہوتی ہے۔) متاثر ہو کر لکھا۔ اور جس میں اُن کو لکھا گیا۔ کہ ایک **آسمانی نشان** ظاہر ہونے والا ہے۔ آپ اپنی اصلاح کے لئے اس خط سے مدد لیں۔ یہ سیدنا مرزا صاحب کے خط کا لب لباب ہے۔ (جسکو ہم دوسری جگہ درج کرتے ہیں۔) اور اُسی خط میں ضمناً آنحضرت نے کرسی والا معاملہ بھی اُنکو یاد دلایا۔ مگر شیخصاحب بجائے اُس کے کہ اس خط سراپا ہدایت سے کچھ استفادہ کرتے۔ اولٹے اسی ذلت کی گٹھڑی کے اٹھانے کو تیار ہوئے۔ جیسا اُن کے اوس خط سے پایا جاتا ہے جو سیدنا **مرزا صاحب** کے خط کے جواب میں درج کرتے ہیں۔

العرض اب محمد حسین صاحب کی ساری بحث کا دار و مدار اور ساری کوششوں اور منصوبوں کے خاتمہ کا انحصار آجاکے اسی کرسی والے واقعہ کی تصدیق پر آٹھہرا ہے۔ ہم کو شیخصاحب کی حالت پر بہت ہی رحم آتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے، کہ ہمارے سامنے وہی نقشہ انی مھین کا کھچا جاتا ہے۔ اور الہام فنا فس ... پر پھٹکار سامنے آتا جاتا ہے۔ اور بار بار یہی خیال آتا ہے۔ کہ یہ **ناداں مُلّاں** ابھی اپنے ہاتھوں اپنی ذلت دیکھنے کا مشتاق معلوم ہوتا ہے ورنہ ممکن نہ تھا۔ کہ ایک ایسے روز روشن کی طرح بین واقعہ کی تکذیب پر جرأت کرتا۔ ہم حیران ہیں۔ کہ یا الٰہی کیا اس شخص کا **کانشنس** بالکل سُن ہو گیا۔ یا تو ابھی انی مھین کا تازیانہ اور لگانا چاہتا ہے۔ بہرحال اللہ علیم خوب جانتا ہے۔ کہ اس میں کیا راز اور سر ہے۔ مگر اس میں کلام نہیں کہ راست بازوں اور صادقوں کے لئے ایک اور نشان ظاہر ہوا چاہتا ہے۔ شیخصاحب ہم سے جناب مرزا صاحب سے جو اس واقعہ کی تصدیق چاہتے ہیں۔ یہ اون کی غلط فہمی اور کوتاہ اندیشی ہے۔ یہ اُن کا اپنا فرض ہے کہ انکا بطلان ثابت کرنے کے لئے اول تو بذریعہ عدالت چارہ جوئی کرتے۔ کہ مجھ **نجیب الطرفین** کی نسبت انہوں نے غلط چھاپ دیا کہ کرسی مانگ کر ذلیل ہوا۔ اور اگر وہ ایسا نہیں کر سکتے تھے۔ کیونکہ اون کو اندیشہ تھا کہ عام واقعہ کو کیوں کر جھٹلا سکوں گا۔ اور یہی وجہ تھی کہ اس کو معرض تحریر میں اب تک نہیں لایا۔ اور نہ تردید کی۔ ہاں پرائیویٹ طور پر اپنے بعض خوش اعتقاد دل کو لکھ دیا کہ نہیں میاں میں بھلا عدالت میں کرسی مانگنے والا نادان تھا۔ میرے باپ کو جو کرسی ملتی تھی پس تمام کیا۔ والا معاملہ تھوڑا ہی تھا۔ مجھے جھڑکیاں نہیں ملیں۔ اور باہر کرسیوں پر سے نہیں اٹھایا گیا۔ مگر اب گڑے مردے اکھاڑ کر اگر ابھی ذلت میں کچھ کسر باقی ہے۔ تو یہ اُسی کا فرض ہے کہ اپنی بریت اور صفائی کے لئے ان معززین کی جو عدالت کے باہر موجود تھے۔ تصدیق کرا دے۔ کہ ایسا واقعہ نہیں ہوا اور کم از کم کپتان ڈگلس صاحب سے ہی کوئی چٹھی منگوا کر شائع کر دے۔ ہم بھی سمجھ لیں گے۔ کہ ہاں شیخصاحب کو در اصل جھڑکیاں اور جھاڑیں نہیں پڑیں۔ لیکن اگر وہ ایسا نہ کر سکے اور یقیناً نہیں کر سکیگا۔ تو ہم پبلک اور خود شیخصاحب کو توجہ دلاتے ہیں۔ کہ ایسے **صریح جھوٹ** سے اوس کو سوا رسوائی کیا حاصل ہے۔ سب سے پہلا شخص جس نے اس معاملہ کو طشت از بام کیا۔ **الحکم کا ایڈیٹر** ہے۔ اگر شیخصاحب میں کوئی حوصلہ اور ہمت تھی۔ تو مرد میدان بنتے اور اسکی تردید کرتے یا اوسے عدالت کے کٹہرے تک پہنچاتے۔ بہرحال ہم کو اندیشہ ہی اندیشہ ہے کہ اسی بوٹلی کو بھول کر زیادہ رسوا ہوں گے۔ شیخصاحب اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھیں۔ کہ کیا اس قدر معززین جو وہاں موجود تھے۔ سب کے سب دروغ گو ہیں۔ اور وہی ایک راست باز ہے۔ شیخصاحب خدارا اپنے اوپر رحم کرو۔ بہت ذلیل ہو چکے۔ اب درد کا حد سے گذرنا ہے۔ دوا ہو جانا پر عمل نکرو۔ توبہ کرو۔ کیونکہ توبہ کرنے والے کامیاب ہونے والے ہیں۔ ابھی وقت ہے خدا تعالیٰ کے حضور گر پڑو۔ اور اپنے گناہوں کی معافی چاہو۔ ورنہ یہ جھوٹ بہت ہی برے طرح چمٹے گا۔ اور رہی سہی برائے نام عزت کو خاک میں ملا دے گا۔

نصیحتے کنمت بشنو و بہانہ مگیر
کہ ہر چہ ناصح مشفق بگویدت بپذیر

حکمت کے موتی۔ خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کا قول ہے۔ کہ تین خصلتیں جو لڑکوں میں ہیں۔ اگر جوانوں میں ہوتیں۔ تو وہ مرتبہ ولایت کو پہنچ جاتے۔ اول وہ روزی کا غم نہیں رکھتے۔ دوسرے بیماری کے وقت خدا کی شکایت زبان پر نہیں لاتے۔ تیسرے آپس میں لڑتے ہیں مگر دل میں کینہ نہیں رکھتے۔ فوراً صلح کر لیتے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ کہ ہر چیز کھانے سے کم ہوتی ہے۔ مگر غم کھانے سے بڑھتا ہے۔ اور ہر شے خرچ کرنے سے کم ہوتی ہے۔ مگر علم خرچ کرنے سے بڑھتا ہے۔

امام الوقت کی خط و کتابت

ذیل میں ہم امام الزمان حضرت سید مرزا صاحب ایدہ اللہ کا وہ ہدایت نامہ بڑے فخر سے درج کرتے ہیں۔ جو حضور نے میاں محمد حسین بٹالوی ایڈیٹر اشاعۃ السنہ کو اُن کی یہ بات سن کر۔ "کہ میں نماز میں اُن پر لعنت کرتا ہوں۔" (معاذ اللہ) اپنی سچی ہمدردی اور حقیقی جوش محبت سے (جو اس مقدس قوم کو بنی نوع انسان سے عموماً اور اپنے مخالفوں سے خصوصاً ہوتی ہے) لکھا اور یہ قول سچ کر دکھایا ؎

گالیاں سن کے دعا دیتا ہوں ان لوگوں کو
رحم ہے جوش میں اور غیظ گھٹایا ہم نے

اس خط کو پڑھ کر ہمارے ناظرین معلوم کریں گے۔ کہ باوجودیکہ یہ کریم النفس انسان ایک نادان مولوی کی سب و شتم سے سخت ستایا گیا اور رنج دیا گیا اور نہ اپنے لیے بلکہ اس لیے کہ اس نے اُس کو خدا کی اور آسمان کی باتیں سنائیں۔ ایسی حالت میں اس مقدس انسان نے جب کبھی اس نادان مخالف الرائے کے حق میں دعائے خیر ہی کی ہے اور ہمیشہ یہی آرزو ظاہر کی ہے کہ اللہ تعالےٰ اُس کو وہ آنکھ اور بصیرت دے جس سے وہ خدا تعالےٰ کی قدرت نمائیوں کے دیکھنے پر قادر ہو سکے۔

اس وقت بھی اوس کے بعض طعن سن کر اس راستباز انسان نے یہی چاہا۔ کہ گو عرصے سے خط و کتابت بند ہو تو خود ہی ابتدا کر کے پھر اس کو تبلیغ کی۔ اور ایک عظیم الشان نشان ظاہر ہونے سے پیشتر اس کو سچی ہمدردی اور جوش دل سے لکھا تا وہ اس وقت جب وہ نشان ظاہر ہو۔ اس ہدایت نامہ سے مدد لے کر اپنی اصلاح کر لے۔ مگر اس شتاب کار مُلّاں کی تیزی طبع ملاحظہ ہو۔ کہ بجائے اس کے اوس خط سے استفادہ کرتا اور صبر و استقلال سے اوس نشان کا انتظار کرتا اور کرشمہ قدرت کو دیکھنے کے لیے اپنے آپ کو طیار کرتا اُس معاملہ کرسی کے جھگڑے کو لے بیٹھا کہ ثابت کرو۔ مجھے مقدمہ ہنری مارٹن کلارک میں کرسی نہیں ملی۔ اور جھڑکیاں ملیں۔ ناظرین خود حضرت مسیح الزمان اور اوس کے خط کو پڑھ کر اندازہ کر لیں گے کہ کونسا خط اپنے اندر ہدایت کی روشنی اور کونسا بدحواسی کی تاریکی رکھتا ہے۔ الغرض ہم ان ہر دو خطوں کو ذیل میں چھاپ دیتے ہیں حضرت مسیح الزمان نے اوسی روز میاں محمد حسین بٹالوی کے خط کے جواب میں ایک اشتہار چھاپ دیا ہے۔ جسکو اسی سلسلہ خط و کتابت میں ہم درج کرتے ہیں۔ ایڈیٹر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفےٰ

شیخ بٹالوی محمد حسین صاحب ہداکم اللہ

مجھے زبانی حبی فی اللہ مولوی قطب الدین صاحب معلوم ہوا کہ مولوی صاحب موصوف کسی مصلحت سے آپ کے مکان پر گئے۔ اور ہمدردی انسانی سے چاہا۔ کہ آپ کو حق کیطرف دعوت کریں مگر آپ نے علاوہ کئی الفاظ سب و شتم کے جو میری نسبت استعمال کئے۔ یہ بھی کہا کہ میں نماز میں اُن پر لعنت بھیجا کرتا ہوں۔ ان تمام باتوں کے سننے سے اگرچہ آپ کی صلاحیت سے نومیدی آتی ہے۔ مگر جیسا کہ میں نے بعض بشارات میں دیکھا ہے۔ امید کی جاتی ہے کہ آپ پر عنقریب وہ زمانہ بھی آوے کہ آپ کی آنکھ کھلے۔ اور آپ ان گستاخیوں اور شوخیوں اور بدباطنیوں سے توبہ کریں۔ اس لیے میں نے ایک ضروری امر پر آپ کو مطلع کرنے کے لیے یہ چند سطریں لکھی ہیں۔ تا شاید کسی وقت یہ امر آپ کو کام آوے۔ اور آپ کی زیادہ بصیرت کا موجب ہو۔ اور وہ یہ ہے کہ چند متواتر الہامات اور رویا سے مجھے معلوم ہوا۔ کہ عنقریب ایک نشان خدا تعالےٰ کی طرف سے ظاہر ہونے والا ہے۔ جو بہت سے لوگوں کو میری طرف کھینچے گا۔ اور اُس دن بہت سے نیک دل انسان سچائی کو پہچان لیں گے۔ میری اس تحریر کو آپ محفوظ رکھیں۔ میں چند کس معزز گواہوں کی شہادت اس پر ثبت کر کے آپ کے پاس بھیجتا ہوں اور اس کام پر محض ہمدردی نے مجھکو آمادہ کیا ہے۔ آپ جانتے ہیں۔ کہ اللہ جل شانہ فرماتا ہے۔ کہ فلا یظہر علی غیبہ احدا الا من ارتضےٰ من رسول (سورہ جن) سو کسی شخص سے ایسی پیشگوئی کا ظاہر ہونا جو غیب پر مشتمل ہو۔ اوس کے سچا ہونے کو ظاہر کرتا ہے۔ آپ پر بہت افسوس ہے۔ کہ اب تک آپ نے نہ نصوص قرآنیہ اور حدیثیہ سے فائدہ اوٹھایا۔ اور نہ عقل خداداد سے کام لیا۔ اور نہ آسمانی نشانوں سے جو میرے ہاتھ پر یا میرے لیے ظاہر ہوئے۔ ہدایت پائی۔ احمد بیگ کی وفات سے لے کر لیکھرام کی موت تک ایک لمبا سلسلہ خدا تعالےٰ کے نشانوں کا تھا۔ لیکن کسی نشان نے آپ کو فائدہ نہ دیا۔ آفتاب ماہتاب بھی رمضان میں منکسف ہوئے۔ مگر آپ نے کچھ پرواہ نہ کی۔ آپ نے انسانیت اور ٹھنڈے مزاج سے اپنے شبہات کو دور نہ کرایا۔ صدی میں بھی چودہ برس گذر گئے۔ مگر آپ نے کسی مجدد کا پتہ نہ دیا۔ جو فتن موجودہ کی اصلاح کے لیے کھڑا ہوا ہو۔ میں نے مباہلہ کے ساتھ بھی آپ سے فیصلہ کرنا چاہا مگر آپ وہاں سے بھی بھاگ گئے۔ خدا تعالےٰ آپ کے حال پر رحم کرے۔ اب تو انتہا تک آپ کی نوبت پہنچ گئی۔ آپ کہتے تھے۔ کہ میں نے ہی تم کو اونچا کیا۔ اور میں ہی گراؤں گا۔ آپ کو سوچنا چاہیے۔ کہ اس فضول گوئی میں کیسے آپ جھوٹے نکلے۔ کیا میں نے الہام کا دعویٰ آپ کے صلاح مشورہ سے کیا تھا۔ کیا میں نے کبھی آپ پر بھروسہ رکھا۔ یا آپ کو کچھ چیز سمجھا۔ اور اب مختلف شہروں اور قریب اور دور کے ملکوں کے صدہا آدمی اس جماعت میں داخل ہو رہے ہیں۔ سو دیکھو۔ خدا تعالےٰ نے کیسی آپ کے غرور کو توڑا۔ کہ میں ہی گرا دوں گا۔ سچ ہے۔ کہ آپ نے تو کسی چال بازی میں کسر نہ کی۔ مگر ہر ایک حملہ کے وقت آپ ہی کو ذلت دیکھنی پڑی۔ پادریوں کے مقدمہ میں آپ نہایت ناز سے دامن کشاں کچہری میں پہنچے کہ تا میری ذلت دیکھیں۔ مگر خدا تعالےٰ نے میرے روبرو اور میری جماعت کے روبرو آپ کو ذلیل کیا۔ آپ کا کرسی طلب کرنا۔ اور پھر صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر نے تین جھڑکیاں دے کر کرسی سے محروم رکھنا۔ یہ کیسی ذلت تھی۔ کہ جو میرے روبرو میری جماعت کے روبرو منشی غلام حیدر خاں صاحب سپرنٹنڈنٹ ضلع کے روبرو مولوی فضل الدین صاحب پلیڈر کے روبرو لالہ رام بھج دت وکیل کے روبرو۔ اور صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کے اردلیوں کے روبرو آپ کو نصیب ہوئی۔ یہاں تک کہ مجھے بھی آپ کی اس حالت پر رحم آیا۔ یہ خدا تعالےٰ کی طرف سے ذلت تھی یا کچھ اور تھا۔ آپ مجھے مفتری کہتے ہیں۔ مگر بتلا نہیں سکتے۔ کہ کیا ابتدا دنیا سے آج تک کوئی ایسا مفتری آپ نے دیکھا۔ جس کو خدا تعالےٰ نے روز دعوے الہام سے میری طرح پچیس برس تک مہلت دی ہو۔ جو خدا پر افترا کرے۔ وہ تو تئیس برس کی عمر بھی نہیں پاتا۔ اور جلد پکڑا جاتا ہے۔ اور ہلاک کیا جاتا ہے۔ اور میں تو پچیس برس سے برابر خدا تعالےٰ کا الہام پیش کر رہا ہوں براہین کا زمانہ ہی دیکھو جو اب اٹھارہ برس کے قریب پہنچ گیا [illegible]

گواہوں کے دستخط دوسرے صفحہ پر اس ورق کے ثبت کیے گئے ہیں۔

مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی۔ خواجہ کمال الدین بی۔ اے ایل ایل بی ناصر نواب صاحب سیٹھ عبدالرحمٰن۔ حاجی اللہ رکھا جنرل مرچنٹ مدراس۔ مولوی محمد افضل صاحب سکنہ کملہ تھانہ لالہ موسیٰ۔ سیٹھ اسمٰعیل آدم تاجر بمبئی۔ مولوی سید محمد احسن صاحب امروہی۔ مولوی قطب الدین صاحب سکنہ بدوملی میاں معراج الدین صاحب ٹھیکہ دار لاہور۔ شیخ یعقوب علی صاحب ایڈیٹر الحکم۔ حافظ احمد اللہ خاں صاحب ناگپوری سردار عبدالعزیز خاں صاحب قزل باش۔ عبدالرحمٰن خاں صاحب غزنوی۔ مولوی نورالدین صاحب بھیروی ٭

(محمد حسین کا خط)

مقام بٹالہ۔ مورخہ ۲۸ فروری ۱۸۹۸ء نمبر ۱۴۱

میاں غلام احمد صاحب خدا آپ کو راہ راست پر لاوے اور ضلالت والحاد سے نجات بخشے ٭

السلام علی من اتبع الھدیٰ۔ آپ کا خط ۲۸ فروری ۱۸۹۸ء کو پہونچا۔ جس کو مینے تعجب اور افسوس کے ساتھ پڑھا۔ افسوس آپکے مرید میاں قطب الدین صاحب پر آیا۔ کہ وہ کیا پیام وسوال لے گئے تھے۔ اور کیا جواب لائے۔ اور نہ سمجھے کہ وہ کیا پیام وسوال لے گئے تھے۔ اور کیا جواب لائے۔ اور نہ سمجھے کہ وہ میرے پیام وسوال کا جواب نہیں ہے۔ الخ (نقل مطابق اصل) آپنے **انپر جھوہ کردیا** اون کی چشم بصیرت کو نابینا کردیا۔ اس لئے وہ نہ سمجھ سکتے۔ کہ وہ جواب مطابق سوال نہیں ہے۔ اور یہ امرانکو بطور پیش گوئی لکھدیا گیا تھا۔ کہ آپ ان پر جھوہ کردیں گے۔ جو ظہور میں آیا۔

تعجب آپ کی جرات پر آیا۔ کہ آپ نے اس خط میں اپنے ان ہی پرانے ڈھکوسلوں کا اعادہ کردیا۔ اور شرم سے کام نہ لیکر یہ خیال نہ کیا۔ کہ جن باتوں کا میں اعادہ کرتا ہوں۔ ان کو تمہارا مخاطب بارہا بدلائل رد کرچکا ہے۔ پھر میں اُن کا اعادہ کیوں کرتا ہوں ٭

اس افسوس اور عجب کے بطلان پر دوبارہ اعادہ بطلب سوال اعادہ کرتا ہوں۔ (یہ فقرہ بھی نقل مطابق اصل ہے۔) کیونکہ میاں قطب الدین صاحب دوبارہ میرے پاس آئے ہیں۔ اور آپ کی **اس چال کو میرے سمجھانے سے سمجھ گئے ہیں**۔ اور اس وجہ سے اس خط کے ذریعہ میرا پیام

فٹ نوٹ اس فقرہ سے یہ پایا جاتا ہے۔ کہ گویا مولوی قطب الدین صاحب حضرت سید نا مرزا صاحب کے معاذ اللہ حق پر نہیں سمجھتے جو بالکل **جھوٹ اور گندہ جھوٹ** ہے۔ جو میاں محمد حسین کے حصہ میں

دوبارہ بھیجنے کا وعدہ کئے گئے ہیں۔ (نقل مطابق اصل یہ مولوی صاحب کی انشاء پردازی ہے۔ ایڈیٹر)

آپ نے کتاب البریت کے صفحہ ۱۴ و ۱۵ میں تین دعوے کئے ہیں۔ اول یہ کہ محمد حسین نے صاحب ڈپٹی کمشنر سے کرسی طلب کی۔ اور کہا۔ کہ اس کو عدالت میں کرسی ملتی ہے اور اُس کے باپ کو عدالت میں کرسی ملتی تھی۔ جس پر صاحب ڈپٹی کمشنر نے اوس کو **تین جھڑکیاں دیں**۔ اور کہا کہ تو جھوٹا ہے۔ **بک بک مت کر**۔ دوسرا یہ دعوے کہ پھر وہ باہر کے کمرہ میں ایک کرسی پر جا بیٹھا۔ تو کپتان صاحب پولیس کی نظر اس پر جا پڑی اور اسی وقت کنسٹبل کی معرفت جھڑکی کے ساتھ اس کرسی سے اُٹھایا گیا۔ تیسرا دعوے یہ ہے۔ کہ پھر وہ ایک شخص کی چادر لے کر اسپہ بیٹھ گیا۔ تو اوس شخص نے چادر نیچے سے کھینچ لی۔ اور کہا کہ ایک مذہبی مقدمہ میں جو بناوٹی ہے۔ پادریوں کی گواہی دیتا ہے۔ اور میری چادر پر بیٹھتا ہے۔ میں اپنی چادر پلید کرانی نہیں چاہتا۔ میرے نزدیک یہ تینوں دعوے محض دروغ ہیں۔ جس میں راستی کا شمہ دخل اور شائبہ بھی نہیں ہے۔ آپ ان دعووں میں سچے ہیں تو ایک جلسہ عام میں (جو بمقام لاہور یا گورداسپور یا بٹالہ ہو۔) ان ہی لوگوں میں سے جن کے نام اپنے خط میں درج کئے ہیں صرف دو یا تین اشخاص کو جن کو میں منتخب کروں پیش کریں۔ اور اون سے شہادت دلوائیں پس اگر وہ آپ کے بیان الفاظ کی تصدیق کریں۔ تو میں وعدہ کرتا ہوں۔ کہ میں اپنے آپکو آپ کے مقابلہ میں شکست یافتہ سمجھکر آئندہ آپ کے رد و جواب سے قلم و زبان کو بند کرلوں گا۔ اور اگر ان گواہوں نے آپ کے بیان والفاظ کی تصدیق نہ کی۔ تو اس صورت میں آپ اپنے ملحدانہ دعاوی۔ مسیحائی۔ محدثیت۔ مہدویت۔ نبوت وغیرہ سے تائب ہوکر خالص اسلام کے پابند ہوجائیں گے پیام یہ تھا جس کے جواب میں آپنے صرف دعوے **کا** (مطابق اصل) کردیا۔ اور نہ سوچا۔ کہ دعوے تو آپ نے پہلے ہی بھی کیا تھا۔ اوس دعوے کا ثبوت بذریعہ شہادت مطلوب تھا۔ نہ اعادہ دعوے اب بھی آپ توجہ کریں۔ اور جواب مطابق سوال دیں۔ ورنہ آپ کا خط اور یہ جواب عنقریب رسالہ میں مشتہر ہوگا۔

راقم آپ کا خیرخواہ قدیم
ابوسعید محمد حسین

پر آیا۔ افسوس۔ ہم اگلے نمبر میں اس خط پر مفصل ریمارک کرینگے
ایڈیٹر۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

کیا محمد حسین بٹالوی ایڈیٹر اشاعۃ السنہ کو عدالت صاحب ڈپٹی کمشنر ضلع گورداسپور میں کرسی ملی؟

(راستی موجب رضائے خداست)

نہایت افسوس ہے کہ اس زمانہ کے بعض نام کے مولوی محض اپنی عزت بنانے کے لئے یا کسی اور غرض نفسانی کی وجہ سے عمداً جھوٹ بولتے ہیں۔ اور اس بدنمونہ سے عوام کو طرح طرح کے معاصی کی جرات دیتے ہیں۔ کیونکہ جھوٹ ام الخبائث ہے۔ اور جبکہ ایک شخص مولوی کہلا کر کھلی کھلی بے شرمی سے جھوٹ بولنا اختیار کرے تو بتلاؤ۔ کہ عوام پر اس کا کیا اثر ہوگا۔ ابھی کل کی بات ہے۔ کہ بیچارہ میاں شیخ محمد حسین بٹالوی صاحب اشاعۃ السنہ کو بمقام بٹالہ کرسی مانگنے سے کپتان ایم ڈبلیو ڈگلس صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر نے تین مرتبہ تین جھڑکیاں دیں۔ اور کرسی دینے سے انکار کیا۔ اور کہا۔ کہ ”بک بک مت کر“ اور ”پیچھے ہٹ“ اور ”سیدھا کھڑا ہوجا“۔ اور یہ بھی فرمایا کہ ”ہمارے پاس تمہارے کرسی ملنے کے بارے میں کوئی ہدایت نہیں“۔ لیکن نہایت افسوس ہے۔ کہ شیخ مذکور نے جابجا کرسی کے بارے میں جھوٹ بولا۔ کہیں تو یہ مشہور کردیا کہ مجھے کرسی ملی تھی۔ اور کسی جگہ یہ کہا کہ کرسی دیتے تھے۔ مگر مینے عمداً نہیں لی۔ اور کسی جگہ یہ افترا کیا کہ عدالت میں کرسی کا ذکر ہی نہیں آیا۔ چنانچہ آج میری طرف بھی اس مضمون کا خط بھیجا ہے۔ کہ گویا اس کا کرسی مانگنا۔ اور کرسی نہ ملنا۔ اور بجائے اس کے چند جھڑکیوں سے پیچھے ہٹائے جانا یہ باتیں غلط ہیں۔ ہم اس کے جواب میں بجز اس کے کیا کہیں کہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین ہم ناظرین کو یقین دلاتے ہیں۔ کہ یہ بات فی الواقع سچ ہے۔ کہ شیخ مذکور نے صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر سے کرسی مانگی تھی۔ اور اس کا اصل سبب یہی تھا۔ کہ مجھے اُس نے صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر سے کرسی پر بیٹھے ہوئے دیکھ کر بے اختیاری کے عالم میں اپنی طمع خام کو ظاہر کیا اور نہ چاہا۔ کہ میرا دشمن کرسی پر ہو۔ اور میں زمین پر بیٹھوں۔ اس لئے بڑے جوش سے کچہری کے اندر داخل ہوتے ہی کرسی کی درخواست کی۔ اور چونکہ عدالت میں نہ اس کو اور نہ اُس کے باپ کو کرسی ملتی تھی۔ اس لئے وہ درخواست زجر اور توبیخ کے ساتھ رد کی گئی۔ اور درحقیقت یہ سوال اس کا نہایت قابل شرم تھا۔ کیونکہ جبکہ یہی ہے

نوٹ ٭ فقرات خط کشیدہ سے معلوم ہوتا ہے کہ شیخ صاحب کی ساری مخالفت نفسانیت کی بنا پر ہے۔ کیونکہ کوئی راستباز کسی ذرا سی لغزش پر اس عالی کو نہیں چھوڑ سکتا۔ جو اسکے رگ و ریشہ میں رچ گئی ہو۔ ورنہ یہاں تیرہ شیخ صاحب کی مخالفت کی قیمت ایک کرسی تھی

مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی - خواجہ کمال الدین صاحب بی اے ایل
ایل بی [illegible] - مولوی [illegible]
[illegible] - مولوی محمد افضل صاحب ساکن [illegible]
امروہوی - سیٹھ اسمٰعیل آدم بمبئی - مولوی سید محمد احسن
صاحب [illegible] - مولوی قطب الدین صاحب ساکن بدوملہی
میاں معراج الدین صاحب ٹھیکیدار لاہور - شیخ یعقوب علی
صاحب ایڈیٹر الحکم - حافظ احمد اللہ خان صاحب ناگپوری
سردار عبدالعزیز خان صاحب قزلباش - عبدالرحمن خان
صاحب غزنوی - مولوی نورالدین صاحب بھیروی ٭

(محمد حسین کا خط)

مقام بٹالہ مورخہ ۲۰ فروری ۱۸۹۸ء نمبر ۱۱۴

میاں غلام احمد صاحب خدا آپ کو راہ راست پر لاکر
اور ضلالت و الحاد سے نجات بخشے ٭

السلام علی من اتبع الہدیٰ - آپ کا خط ۲۰ فروری ۱۸۹۸ء
کو پہونچا جس کو میں نے تعجب اور افسوس کے ساتھ پڑھا - افسوس
آپ پر کہ میاں قطب الدین صاحب [illegible] کیا پیام و سوال لے
گئے تھے - اور کیا جواب لائے - اور نہ سمجھے کہ وہ کیا پیام و سوال
لے گئے تھے - وہ کیا جواب لائے - اور [illegible] کہ وہ میرے پیام
و سوال کا جواب نہیں ہے - اور وہ نقل مطابق اصل ہے - آپنے
اس پر جھوٹ کر دیا اور ان کی چشم بصیرت کو نابینا کر دیا - اس لئے
وہ یہ نہ سمجھے - کہ وہ جواب مطابق سوال نہیں ہے - اور یہ امر کو
بطور پیش گوئی کہدیا گیا تھا - کہ آپ ان پر جھوٹ کر دیں گے -
جو ظہور میں آیا -

تعجب آپ کی جرأت پر آیا - کہ آپ نے اس خط میں اپنے
ان ہی پرانے ڈھکوسلوں کا اعادہ کر دیا - اور شرم سے کام نہ لیکر
یہ خیال نہ کیا - کہ جن باتوں کا میں اعادہ کرتا ہوں - ان کو نہایت
مخاطب بارہا باطل و رد کر چکا ہے - پھر میں ان کا اعادہ کیوں کرتا
ہوں ٭

اس افسوس و تعجب کے بطلان پر دوبارہ اعادہ بطلان
اعادہ کرتا ہوں - اور یہ فقرہ بھی نقل مطابق اصل ہے - کیونکہ میاں
قطب الدین صاحب دوبارہ میرے پاس آئے ہیں - اور آپ
**کی اس چال کو میرے سمجھانے سے سمجھ
گئے ہیں** - اور اس وجہ سے اس خط کے ذریعہ میل پیام

فٹ نوٹ - اس فقرہ سے پایا جاتا ہے - کہ گویا مولوی قطب الدین
صاحب حضرت اقدس مرزا صاحب کو معاذ اللہ حق پر نہیں [illegible]
جھوٹ اور گندہ جھوٹ ہے - جو میاں محمد حسین کے حصہ میں

دوبارہ دیکھنے کا وعدہ کر گئے ہیں - (نقل مطابق اصل ہے مولوی صاحب
کی اشتہار پر درستی ہے - ایڈیٹر)

آپ نے کتاب البریہ کے صفحہ ۳ و ۴ وغیرہ میں تین دعوے
کئے ہیں - اول یہ کہ محمد حسین نے صاحب ڈپٹی کمشنر سے
کرسی طلب کی - اور کہا کہ اس کو عدالت میں کرسی ملتی ہے علاوہ
اس کے باپ کو عدالت میں کرسی ملتی تھی - جس پر صاحب ڈپٹی
کمشنر نے اوس کو **تین جھڑکیاں دیں** - اور کہا کہ تو
جھوٹا ہے - بک بک مت کر - دوسرا یہ دعوے
کہ پھر وہ باہر کے کمرہ میں ایک کرسی پر جا بیٹھا - تو کپتان صاحب
پولیس کی نظر اس پر جا پڑی اور اوسی وقت کنسٹبل کی
معرفت جھڑکی کے ساتھ اس کرسی سے اٹھایا گیا - تیسرا دعوے
یہ ہے - کہ پھر وہ ایک شخص کی چادر لے کر اس پہ بیٹھ گیا - تو اوس
شخص نے چادر نیچے سے کھینچ لی - اور کہا کہ ایک مذہبی مقدمہ
میں جو بتاتی ہے - پادریوں کی گواہی دیتا ہے - اور میری
چادر پر بیٹھتا ہے - میں اپنی چادر پلید کرانی نہیں چاہتا - میرے
نزدیک یہ تینوں دعوے محض دروغ ہیں جس میں راستی کا شمہ
دخل اور شائبہ بھی نہیں ہے - آپ ان دعووں میں سچے ہیں
تو ایک جلسہ عام میں (جو بمقام لاہور یا گورداسپور یا بٹالہ ہو)
اور [illegible]
دو یا تین اشخاص کو جن کو میں منتخب کروں پیش کریں - اور
اون سے شہادت دلوا دیں پس اگر وہ آپ کے بیان الفاظ
کی تصدیق کریں - تو میں وعدہ کرتا ہوں کہ میں اپنے آپکو
آپ کے مقابلہ میں شکست یافتہ سمجھکر آئندہ آپ کے ردو
جواب سے قلم و زبان کو بند کر لوں گا - اور اگر ان گواہوں نے
آپ کے بیان و الفاظ کی تصدیق نہ کی - تو اس صورت میں
آپ اپنے معاملہ دعاوی - مسیحائی - مجددیت - مہدویت - نبوت
وغیرہ سے تائب ہو کر خالص مسلمان [illegible] پیام
یہ تھا - اس کے جواب میں آپنے صرف دعوے کا مطابق
اصل کر دیا - اور نہ سوچا کہ دعوے تو آپ نے پہلے ہی بھی
کیا تھا - اوس دعوے کا ثبوت بذریعہ شہادت مطلوب تھا -
نہ اعادہ دعوے - اب بھی آپ توجہ کریں - اور جواب مطابق سوال
دیں - ورنہ آپ کا خط اور یہ جواب عنقریب رسالہ میں مشتہر ہوگا -

راقم آپ کا خیر خواہ قدیم
ابو سعید محمد حسین

مع آیا - افسوس - ہم اگلے نمبر میں اس خط پر مفصل ریمارک لکھیں گے
ایڈیٹر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

کیا محمد حسین بٹالوی ایڈیٹر اشاعۃ السنہ کو عدالت صاحب ڈپٹی کمشنر ضلع گورداسپور میں کرسی ملی؟

(راستی موجب رضائے خدا است)

نہایت افسوس ہے کہ اس زمانہ کے بعض نام کے مولوی محض
اپنی عزت بنانے کے لئے یا کسی اور غرض نفسانی کی وجہ سے عمداً جھوٹ
بولتے ہیں - اور اس بد نمونہ سے عوام کو طرح طرح کے معاصی کی
جرأت دیتے ہیں - کیونکہ جھوٹ ام الخبائث ہے - اور جبکہ ایک
شخص مولوی کہلا کر کھلی کھلی بے شرمی سے جھوٹ بولنا اختیار کرے
تو بتلاؤ - کہ عوام پر اس کا کیا اثر ہوگا - ابھی کل کی بات ہے - کہ
بیچارہ میاں شیخ محمد حسین بٹالوی صاحب اشاعۃ السنہ کو بمقام
بٹالہ کرسی مانگنے سے کپتان ایم ڈبلیو ڈگلس صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر
نے تین مرتبہ تین جھڑکیاں دیں - اور کرسی دینے سے انکار کیا -
اور کہا - کہ "بک بک مت کر" اور "پیچھے ہٹ" اور "سیدھا
کھڑا ہو جا" [illegible] کرسی
ملنے کے بارے میں کوئی ہدایت نہیں - لیکن نہایت افسوس
ہے - کہ شیخ مذکور نے جا بجا کرسی کے بارے میں جھوٹ بولا -
کہیں تو یہ مشہور کر دیا کہ مجھے کرسی ملی تھی - اور کسی جگہ یہ کہا
کہ کرسی دیتے تھے - مگر میں نے عمداً نہیں لی - اور کسی جگہ یہ
افترا کیا کہ عدالت میں کرسی کا ذکر ہی نہیں آیا - چنانچہ
آج میری طرف بھی اس مضمون کا خط بھیجا ہے - کہ گویا
اس کا کرسی مانگنا اور کرسی نہ ملنا - اور جھڑکیاں اس کے پیچھے جھڑکیوں
سے پیچھے ہٹائے جانا یہ باتیں غلط ہیں - ہم اس کے جواب میں
بجز اس کے کیا کہیں کہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین - ہم ناظرین
کو یقین دلاتے ہیں - کہ یہ بات فی الواقع سچ ہے - کہ شیخ مذکور نے
ڈپٹی کمشنر بہادر سے کرسی مانگی تھی - اور اس کا اصل سبب یہی تھا -
کہ جبکہ اس نے صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر سے کرسی پر بیٹھے ہوئے
دیکھ کر بے اختیاری کے عالم میں اپنی طمع خام کو ظاہر کیا - اور نہ
چاہا - کہ میرا دشمن کرسی پر ہو - اور میں زمین پر بیٹھوں - اس لئے
بڑے جوش سے کچہری کے اندر داخل ہوتے ہی کرسی کی درخواست
کی - اور چونکہ عدالت میں نہ اس کو اور نہ اس کے باپ کو کرسی
ملتی تھی - اس لئے وہ درخواست زجر اور توبیخ کے ساتھ رد کی گئی -
اور درحقیقت یہ سوال کہ تا حد قابل شرم تھا - کیونکہ [illegible] کچہری ہے

نوٹ - فقرات خط کشیدہ سے معلوم ہوتا ہے کہ شیخ صاحب کی ساری مخالفت نفسانیت کی بنا پر ہے [illegible]

کہ نہ یہ شخص اور نہ اس کا باپ رحیم بخش کبھی رئیسان کرسی نشین میں شمار کئے گئے۔ اور اگر یہ یا اس کا باپ کرسی نشین تھے تو گویا مسٹر لیپل گریفن نے بہت بڑی غلطی کی۔ کہ جو اپنی کتاب تاریخ رئیسان پنجاب میں ان دونوں کا نام نہیں لکھا۔ غضب کی بات ہے۔ کہ کہلانا مولوی۔ اور اس قدر فاش دروغ گوئی۔ اور پھر آپ اپنے خط میں کرسی نہ ملنے کا مجھ سے ثبوت مانگتے ہیں۔ گویا اپنی ذلت کو کامل طور پر تمام لوگوں پر ظاہر کرنا چاہتے ہیں۔ اور اپنے خط میں وعدہ کرتے ہیں۔ کہ اگر وہ کاذب نکلیں۔ تو اپنے تئیں شکست یافتہ تصور کریں گے۔ اور پھر کبھی ردوقدح نہیں کریں گے"۔ افسوس کہ اس شخص کو جھوٹ بولتے ذرہ شرم نہیں آئی۔ جھوٹ کہ اکبرالکبائر اور تمام گناہوں کی ماں ہے۔ کس طرح دلیری سے اس شخص نے اُس پر زور دیا ہے۔ یہی دیانت اور امانت ان لوگوں کی ہے۔ جس سے مجھے اور میری جماعت کو کافر ٹھہرایا۔ اور دنیا میں شور مچایا۔

واضح رہے کہ ہمارے بیان مذکورہ بالا کا **گواہ** کوئی ایک دو آدمی نہیں۔ بلکہ اس وقت کچہری کے اردگرد صدہا آدمی موجود تھے۔ جو کرسی کے معاملہ کی اطلاع رکھتے ہیں۔ صاحب ڈپٹی کمشنر **ایم ڈبلیو ڈگلس** صاحب بہادر خود اس بات کے گواہ ہیں جنہوں نے بار بار کہا کہ تجھے کرسی نہیں ملے گی۔ بک بک مت کر۔ اور پھر **کپتان لیمارچنڈ** صاحب ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ اس بات کے گواہ ہیں۔ کہ کرسی مانگنے پر محمد حسین کو کیا جواب ملا تھا۔ اور کیسی عزت کی گئی تھی۔ پھر **منشی غلام حیدر خاں** صاحب سپرنٹنڈنٹ ضلع جواب تحصیلدار ہیں۔ اور **مولوی فضل الدین** صاحب پلیڈر اور لالہ **رام بھج دت** صاحب وکیل اور **ڈاکٹر کلارک** صاحب جن کی طرف سے یہ حضرت گواہ ہو کر گئے تھے۔ اور صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کے **تمام اردلی** یہ سب میرے بیان مذکورہ بالا کے گواہ ہیں۔ اور اگر کوئی شخص ان میں سے محمد حسین کی حالت پر رحم کر کے اُس کی پردہ پوشی بھی چاہے۔ مگر میں خوب جانتا ہوں۔ کہ کوئی شخص اس بات پر **قسم** نہیں کھا سکے گا۔ کہ یہ واقعہ کرسی نہ ملنے اور جھڑکیاں دینے کا جھوٹ ہے۔ مجھے حیرت پر حیرت آتی ہے۔ کہ اس شخص کو کیا ہو گیا۔ اور اس قدر گندے جھوٹ پر کیوں کمر بستہ کی۔ ذرہ شرم نہیں کی۔ کہ اس واقعہ کے تو صدہا آدمی گواہ ہیں۔ وہ کیا کہیں گے۔ اس طرح تو آئندہ مولویوں کا اعتبار اٹھ جائے گا۔ اگر درحقیقت اس شیخ بٹالوی کو کرسی ملی تھی۔ اور صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر نے بڑے اکرام اور اعزاز سے اپنے پاس ان کو کرسی پر بٹھا لیا تھا۔ تو پتہ دینا چاہئے۔ کہ وہ کرسی کہاں بچھائی گئی تھی۔ شیخ مذکور کو معلوم ہوگا۔ کہ میری کرسی صاحب ڈپٹی کمشنر کے بائیں طرف تھی۔ اور دائیں طرف صاحب ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ کی کرسی تھی۔ اور اُسی طرف ایک کرسی پر ڈاکٹر کلارک تھا۔

اب دکھلانا چاہئے۔ کہ کونسی جگہ تھی جس میں شیخ محمد حسین بٹالوی کے لئے کرسی بچھائی گئی تھی۔ سچ تو یہ ہے۔ کہ جھوٹ بولنے سے مرنا بہتر ہے۔ اس شخص نے میری ذلت چاہی تھی۔ اور اُسی جوش میں پادریوں کا ساتھ کیا۔ خدا نے اُس کو عین عدالت میں ذلیل کیا۔ یہ حق کی مخالفت کا نتیجہ ہے۔ اور یہ راست باز کی عداوت کا ثمرہ ہے۔ اگر اس بیان میں نعوذ باللہ میں نے جھوٹ بولا ہے۔ تو طریق تصفیہ دو ہیں۔

اوّل ۔ یہ کہ شیخ مذکور ہر ایک صاحب سے جو ذکر کئے گئے ہیں حلفی رقعہ طلب کرے۔ جس میں قسم کھا کر میرے بیان کا انکار کیا ہو۔ اور جب ایسی حلفی رقعے جمع ہو جائیں۔ تو ایک جلسہ بمقام بٹالہ کر کے مجھ کو طلب کرے میں شوق سے ایسے جلسہ میں حاضر ہو جاؤں گا۔ میں ایسے شخص کے رقعہ کو دیکھنا چاہتا ہوں۔ جس نے حلفاً اپنے رقعہ میں یہ بیان کیا ہو۔ کہ محمد حسین نے کرسی نہیں مانگی۔ اور نہ اس کو کوئی جھڑکی ملی۔ بلکہ عزت کے ساتھ کرسی پر بٹھایا گیا۔ شیخ مذکور کو خوب یاد رہے۔ کہ کوئی شخص اس کے لئے اپنا ایمان ضائع نہیں کرے گا۔ اور ہرگز ہرگز ممکن نہ ہوگا۔ کہ کوئی شخص اشخاص مذکورین میں سے اس کے دعوے باطل کی تائید میں قسم کھاوے۔ واقعات صحیحہ کو چھپانا بے ایمانوں کا کام ہے۔ پھر کیونکر کوئی معزز شیخ بٹالوی کے لئے مرتکب اس گناہ کا ہوگا۔ اور اگر شیخ بٹالوی کو یہ جلسہ منظور نہیں تو **دوسرا طریق** تصفیہ یہ ہے۔ کہ بلا توقف ازالہ حیثیت عرفی میں میرے پر نالش کرے۔ کیونکہ اس سے زیادہ اور کیا ازالہ حیثیت عرفی ہوگا۔ کہ عدالت نے اُس کو کرسی دی۔ اور میں نے بجائے کرسی جھڑکیاں بیان کیں۔ اور عدالت نے قبول کیا کہ وہ اور اس کا باپ کرسی نشین رئیس ہیں۔ اور میں نے اُس کا انکار کیا۔ اور استغاثہ میں وہ یہ لکھا سکتا ہے۔ کہ مجھے عدالت ڈگلس صاحب بہادر میں کرسی ملی تھی۔ اور کوئی جھڑکی نہیں ملی۔ اور اس شخص نے عام اشاعت کر دی ہے۔ کہ مانگنے پر بھی کرسی نہیں ملی۔ بلکہ جھڑکیاں ملیں۔ اور ایسا ہی استغاثہ میں یہ بھی لکھا سکتا ہے۔ کہ مجھے قدیم سے عدالت میں کرسی ملتی تھی۔ اور ضلع کے کرسی نشینوں میں میرا نام درج ہے۔ اور میرے باپ کا نام بھی درج تھا۔ لیکن اس شخص نے ان سب باتوں سے انکار کر کے خلاف واقعہ بیان کیا ہے۔ پھر عدالت خود تحقیقات کر لے گی۔ کہ آپ کو کرسی کی طلب کے وقت کرسی ملی تھی۔ یا جھڑکیاں ملی تھیں۔ اور دفتر سے معلوم کر لیا جائے گا۔ کہ آپ اور آپ کے والد صاحب کب سے کرسی نشین رئیس شمار کئے گئے ہیں۔ کیونکہ سرکاری دفتروں میں ہمیشہ ایسے کاغذات موجود ہوتے ہیں۔ جن میں کرسی نشین رئیسوں کا نام درج ہوتا ہے۔ اگر شیخ مذکور نے ان دونوں طریقوں میں سے کوئی طریق اختیار نہ کیا۔ تو پھر ناچار ہمارا یہی قول ہے۔ کہ **لعنۃ اللہ علی الکاذبین** ۔ زیادہ کیا لکھیں۔

اور یاد رہے کہ ہمیں بالطبع نفرت تھی۔ کہ ایسے ایک شخصی معاملہ پر قلم اٹھائیں۔ اور ذاتیات کے جھگڑوں میں اپنے تئیں ڈالیں۔ اور اگر شیخ محمد حسین بٹالوی صرف اسی قدر جھوٹ پر کفایت کرتا۔ کہ مجالس میں ہمارا ذکر درمیان نہ لاتا۔ اور صرف اپنی پردہ پوشی کے لئے کرسی مانگنے کے معاملہ سے انکار کرتا رہتا۔ تو ہمیں کچھ ضرورت نہ تھی۔ کہ اصل حقیقت کو پبلک پر کھولتے۔ لیکن اس نے نہایت بےخبرگی اختیار کر کے ہر ایک مجلس میں ہماری تکذیب شروع کی اور سراسر افترا سے میری نسبت یہ دعویٰ کیا۔ کہ یہ شخص کاذب ہے۔ اور اس نے میرے پر کرسی کے معاملہ میں جھوٹ باندھا ہے۔ اور اس طرح پر عوام کے دلوں پر اثر ڈالنا چاہا۔ تب ہم نے اُس کے اس دروغ کو اکثر نادانوں کے دلوں پر موثر دیکھ کر محض حق کی حمایت میں یہ اشتہار لکھا۔ تا بعض ناواقف ایک راست گو کو جھوٹا سمجھ کر ہلاک نہ ہو جائیں اور تا اُس کی بیجا تقریریں حقانی سلسلہ کی راہزن نہ ہوں غرض اسی ضرورت کی وجہ سے ہمیں اس کے اس بکردہ جھوٹ کو کھولنا پڑا۔

بالآخر یہ بھی یاد رہے۔ کہ وہ شیخ محمد حسین بٹالوی کا میرے پاس موجود ہے۔ جو آج یکم مارچ ۱۸۹۸ء کو بٹالہ سے لکھ کر بھیجا ہے۔ جس میں میرے بیان کرسی نہ ملنے اور جھڑکی کھانے سے صاف انکار کیا ہے۔ اور ایسا ہی ان لوگوں کے خط بھی محفوظ ہیں جن کے روبرو طرح طرح کی دروغ گوئی سے اس واقعہ کو پوشیدہ کرنا چاہا ہے۔ جیسا کہ اوپر لکھ چکا ہوں۔ اور میں مناسب دیکھتا ہوں۔ کہ ان معزز گواہوں کے نام بھی اس جگہ درج کر دوں جنہوں نے واقعہ مذکورہ بالا کو بچشم خود دیکھا۔ اور بالعین موقعہ پر سُنا۔ اور جو کچہری میں حاضر تھے۔ اور وہ یہ ہیں۔

(حضرت **اماماتنا و امام المسلمین** ایدہ اللہ بروح الامین) نے فہرست اسماء درج فرمائی۔ ہم صرف تعداد پر اکتفا کرتے ہیں۔ ایڈیٹر) **تعداد ۳۰** ۔

المشتہر مرزا غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپور

۲ مارچ ۱۸۹۸ء ۔

سیٹھ صالح محمد حاجی اللہ رکھا مدراس سے مندرجہ ذیل دعائیہ شوقیہ شعر حضرت اقدس امام ہمام کی مدح میں بھیجتے ہیں ؎

سایہ گستر باد یارب بر دل شیدائے ما
حضرت مہدی علیہ السلام مرزائے ما

سرمن (خطبہ)

ذیل میں ہم اپنے واجب الاحترام مخدوم مولانا مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی کا ایک سرمن درج کرتے ہیں۔ جو آپ نے ایک جمعہ میں بیان فرمایا۔ اس خطبہ کا زیادہ حظ اور لطف اس صورت میں بخوبی آئے گا جب وہ مولانا ممدوح کو گویا اپنے سامنے ممبر پر بولتا ہوا تصور کریں گے۔ ایڈیٹر

سفینۃ النوح یا کشتی بیعت

واصنع الفلک باعیننا ووحینا ولا تخاطبنی فی الذین ظلموا انہم مغرقون۔ سورۃ ھود ع ۲

تو ہمارے سامنے اور ہمارے حکم سے کشتی بنا اور ان بدکاروں اور شریروں کی بابت ہم سے ذکر نہ کر۔ اور ان ظالموں کی نسبت بات چیت نہ کر۔ یہ اپنی شرارتوں اور شیطنتوں کا مزا چکھیں گے۔ اور یقینا یقینا غرق ہو جائیں گے

نوح علیہ السلام نے اللہ تعالےٰ کے اس ارشاد کے موافق کشتی بنانی شروع کی۔ منکر اس کو دیکھ کر تمسخر کرتے۔ اور ہنسی اڑاتے۔ مگر نوح علیہ السلام اُن سے کہدیتے۔ کہ سنو! تم بھی ٹھٹھا کرتے ہو۔ ہم بھی ٹھٹھا کرتے ہیں۔ دیکھنے تم میری اس حرکت پر ہنسی اڑاتے ہو۔ اور اس کو مخول اور فضول قرار دیتے ہو۔ اور میں تمہاری اس حماقت اور عجب پر ہنستا ہوں۔ کہ تم خدا تعالیٰ کی باتوں کو کس دل اور گردے کے ساتھ لغو قرار دیتے ہو لیکن یاد رکھو۔ اور خوب یاد رکھو۔ کہ وہ وقت عنقریب آتا ہے۔ کہ ثابت ہو جائیگا کہ ٹھٹھا کرنے میں کون سچا تھا؟ تم یا میں۔ تم اپنی آنکھوں سے دیکھ لوگے۔ کہ ایک عذاب آسمان سے اتر کر بے ایمانوں کو ذلیل اور رسوا کر دے گا۔ ہاں وہ دائمی عذاب جو موجب عبرت ہے ظالموں اور شریروں کو بھسم کر جائیگا۔

یہ قصص جو قرآن کریم میں وارد ہوئے ہیں۔ ہمارے لئے عبرت اور نصیحت ہیں۔ ہم کو ہمیشہ ان سے سبق لینا چاہئیے اور اساطیر الاولین کہنے والوں کی طرح ان کو صرف داستان اور کہانی قرار دینا نہ چاہئیے۔ کہ یہ موسیٰؑ کی داستان اور یہ فرعون کا قصہ ہے۔ اگر ہم بھی اُن قصص کو جو موجب ہدایت ہیں۔ اُسی نظر ہاں اُسی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ جس نگاہ سے مشرکین عرب نے دیکھا۔ تو افسوس سے کہنا ہوگا۔ کہ ہم بھی اساطیر الاولین کہنے والوں سے زیادہ وقعت نہیں دیتے ہیں۔ میں پھر کہتا ہوں۔ کہ یہ امر خوب ذہن نشین کر لو۔ کہ خدا کی سچی اور ہمیشہ قائم رہنے والی کتاب میں یہ قصے عبرت کے لئے ہیں تاکہ سعادت اور رشد کی راہیں کھلیں تا معلوم ہو کہ کونسی مشرک قوم کس چال پر چلی۔ اور اُس کا نتیجہ کیا ہوا؟ اس پر انعام ہوا یا غضب کا آسمان اس پر ٹوٹ پڑا۔ پس ان قصص کو سرسری نگاہ اور معمولی نظر سے نہ دیکھو۔ بلکہ اُن سے پورا پورا سبق لو۔ تا ایسا نہ ہو۔ کہ اس بے احتیاطی کی وجہ سے ہلاکت کی وارث ٹھیر جاؤ۔

ذرا غور تو کرو۔ کہ یہ کیسا واقعہ عجیب ہے۔ نوحؑ کو حکم ہوتا ہے۔ تو کشتی بنا۔ بظاہر حالت ایسی ہے۔ کہ آسمان پر کوئی بادل گھرا ہوا نہیں۔ جس سے عام آدمی معمولی نگاہ کا شخص بھی یہ خیال کر سکے۔ کہ طوفان عظیم آنیوالا ہے کیونکہ اس وقت بیرومیٹر اور ہواؤں کی پیمانہ شناسی کا محکمہ نہ تھا۔ جس سے پتہ لگ سکتا۔ کہ طوفان کے آثار ہیں۔ مون سون کے حالات سے کوئی آگاہ نہ تھا۔ پھر ایسے وقت میں کہ کسی قسم کا خطرہ یا اندیشہ حتی کہ خیال تک بھی آنے والے طوفان کا ذہن میں نہ آسکتا تھا۔ ایک مرد صادق یعنے نوحؑ کشتی بناتا ہے۔ ایسی حالت میں کہ آسمان پر کوئی بادل گھرا ہوا نہیں۔ زمین پر کوئی ندی یا نالہ قریب پر ایسا نہیں۔ جس کی طغیانی ایک طوفان عظیم کر دے۔ اب فرضاً شورہ پشت اور ٹھٹھے کرنے والے لوگ نوحؑ کو دیکھتے ہیں۔ اور ہنسی کرتے ہیں اور ٹھٹھے مار کر کہتے ہیں۔ بڈھے کو کیا ہو گیا؟ آسمان پر بادل کا نشان نہیں۔ کوئی سوتا اور چشمہ یا دریا پاس نہیں زمین نشیب میں نہیں۔ جو طوفان آئے۔ اور آئے تو موجب ہلاکت ہو۔

بے شک بیوقوفوں اور زمینی خیالات کے انسانوں کی نظر وہیں تک پہونچ سکتی ہے۔ وہ کیا جانیں۔ کہ کوئی فوق الفوق طاقت اور زبردست ہاتھ بھی ہے۔ جو ایک آن کی آن میں ہر زندہ ہستی کو نابود کر سکتا ہے۔

میں کہتا ہوں۔ کہ خدا کی باتوں پر ہنسنے والے بیوقوف اور اُس کے برگزیدوں پر ٹھٹھا مارنے والے احمق کب سوچ سکتے ہیں۔ کہ کشتی بنانے والا حق پر ہے۔ مگر دیکھو کچھ آدمی خواہ ایک دو ہی سہی۔ ایسے بھی تو ہیں۔ جو اس کام کو عبث اور لغو نہیں سمجھتے۔ اور کہتے ہیں۔ کہ خدا کا مرد لغو کام نہیں کرتا۔ وہ اُس کو صادق مانتے اور اُس کی باتوں کو سچ سمجھتے ہیں۔ اُن کے پاس کیا دلیل ہے؟ وہ کن چیزوں سے اندازہ کر سکتے ہیں؟ بیشک اُن کے پاس اندازہ اور پیمانہ تھا۔ میٹرا لوجیکل محکمے غلطی کر سکتے ہیں۔ اور کرتے ہیں۔ اور کریں گے۔ مگر وہ پیمانہ غلطی نہیں کرتا۔ وہ پیمانہ کیا ہے؟ ایمان۔ ایمان بالغیب۔ حسن ظن اور صبر۔ نوح علیہ السلام کے پاس بیٹھ کر اُس کے خط و خال اُس کے چال چلن کو دیکھ کر اندر ہی اندر ایمان اُس کے حکیمانہ فعل پر ہو گیا۔ کہ نوح کا یہ فعل خدا کا فعل ہے۔ اگر مادی پیمانہ اور ظاہری نظر ہی ٹھیک پیمانہ ہوتی۔ اور بصیرت اور معرفت کا کوئی حصہ وہ نہ پاتے۔ تو ٹھٹھے بازوں کی نظر بھی تو اس کاٹھ کی لکڑی اور اوزاروں پر پڑتی تھی۔ اور ایماندار اور خدا کی باتوں کو ماننے والے بھی ان ظاہری ساز و سامان کو دیکھتے تھے۔ شریر منکر ہیں۔ کہ ٹھٹھا مارتے اور ہنسی اڑاتے ہیں۔ اور خدا ترس ایماندار ہیں۔ کہ اُن کو اُس کشتی کی ساخت میں خدا کے غضب کے آثار نظر آتے ہیں۔ اور وہ اندر ہی اندر آنیوالے عذاب سے ترساں اور لرزاں ہیں۔ آہ! احمق اپنی عیش کو دائمی سرور سمجھتا ہے۔ اور اپنی خوشیوں کو پائدار اور یقینی سمجھتا ہے۔ مگر نہیں جانتا۔ کہ ہلاکت کے دن قریب ہیں۔

مگر وہ خدا کا مامور صادق نوحؑ اُن سے کہتا ہے۔ فسوف تعلمون ۱۲

اے ٹھٹھے باز قوم عنقریب وہ وقت آتا ہے۔ کہ خدا جس قوم کو رسوا اور ذلیل کرے گا۔ وہ ذلیل شدہ قوم خدا کے غضب کے نیچے آئی ہوئی شریر قوم خود ظاہر کر دیگی کہ ٹھٹھا مخول کس کے شایاں تھا۔ آیا یہ میرا حق تھا۔ کہ میں تمہاری نادانی اور ہٹ پر ہنسوں یا تمہارا۔ آخر لمبی دوڑ میں نتیجہ نے نوحؑ کی راستی ثابت کر دی اور دکھا دیا۔ کہ سچ مچ نوحؑ کا ہنسی کرنا ہی بجا تھا۔

بدنصیب منکر اپنی عقل پر بھروسہ کرکے آسمانی عقل پر
ہنستے تھے۔ آخر زمانہ نے فیصلہ کر دیا۔ اور دنیا نے
دکھلا دیا۔ کہ شریر اور ظالم ہلاکت کا طعمہ ہو گئے۔ اس عجیب
واقعہ نے دکھلا دیا۔ کہ اگر کسی زمانے میں کوئی شخص کہے۔
کہ طوفان آنیوالا ہے۔ اور میں کشتی بناتا ہوں۔ اور
یاد رکھو۔ کہ کوئی ذریعہ کام نہ دے گا۔ اور کوئی صورت
بچاؤ اور رستگاری کی نہ ہوگی۔ مگر وہی جو میں بتلاتا ہوں تو
اس وقت لازم ہے۔ کہ **حسن ظن۔ ایمان
بالغیب** اور **صبر** سے کام لیا چاہئے۔ نہ ان شتاب
کار بادی عقلوں اور نہ بیچ اسباب پر بھروسہ کرنے والے
منکرین نوحؑ کی طرح ٹھٹھے بازی اور تمسخر کے لئے زبان
کشائی کی جائے۔ ورنہ نتیجہ وہی ہوگا جو نوح پر
ہنسنے والے ناپاک شریروں نے دیکھا۔ اور عالم کو دکھایا۔
میں کہتا ہوں۔ خوب یاد رکھو کہ شہودی اور معمولی ثبوت
دو اور دو چار کی طرح ثبوت چاہنے والے ساحل نجات
پر نہیں پہونچ سکتے۔ وہ ضرور ضرور ہلاک ہوں گے۔
سنو! میں اب کہتا ہوں کہ ٹھیک ایسی ہی ایک آواز
ہاں بالکل انہی الفاظ میں ذرا سی تبدیلی کے بھی بغیر
سنہ ۱۸۸۲ء میں ہندوستان کے ہر چہار کونوں میں گونجی۔
اس آواز نے انہی الفاظ میں کہا۔ کہ خدا نے مجھے
کہا ہے۔ کہ تو ہمارے سامنے اور ہمارے حکم سے کشتی بنا
براہین احمدیہ میں بھی یہی صدا درج ہے۔ اور
اس کشتی بنانے والے کا نام خدا نے ہاں خود خدا نے
نوح رکھا ہے۔ ضلالت اور بے دینی کے ہلاک کر دینے
والے طوفان میں رستگاری اور نجات کا ذریعہ یہی
ہے۔ وہ کون ہے؟ وہ امام اس زمانہ کا مجدد اور مہدی
ہے۔ اس پر میری طرف سے اور تمام سننے والوں اور
مسلمانوں اور ملائکہ کی طرف سے اس قبولیت کی گھڑی
میں کیونکہ خطبہ کی گھڑی قبولیت کی گھڑی ماثور ہے۔
صلوٰۃ اور سلام ہو (آمین) اس امام نے اس زمانے کے
نوح نے طوفان ضلالت سے بچانے کے لئے بیعت
کی کشتی طیار کی۔ اس نے کہا کہ میں دنیا کے لئے حصن
حصین ہوں۔ خطرناک موجوں سے نجات پانے کے لئے
اس مضبوط قلعے میں آؤ۔ ہاں میرے پاس آؤ۔ ظالم
انکار کرنیوالا اور میری باتوں پر ہنسنے والا ہلاک ہوگا
اب احمق ناعاقبت اندیش کہتا ہے۔ کہاں ہے سمندر
کہاں ہے پانی۔ احمق! او نادان تیری زبان تجھے اسی
طرف متوجہ کرتی ہے۔ جو تیرے باپ دادوں نے نوح
علیہ السلام سے کی۔ پس اُن لوگوں کو مبارکباد دیتا ہوں۔
جو اس کشتی پر جو خدا کے حکم سے خود خدا کی نگرانی اور نظر میں
طیار ہوئی۔ سوار ہوئے۔ مبارک ہیں۔ وہ جو آنے والے
طوفان سے نجات پاتے ہیں۔ لیکن یاد رکھو۔ اور میری
بات کو غور سے سن لو۔ نہ صرف سن لو۔ بلکہ خوب یاد رکھو۔
کہ اس کشتی پر سوار ہو کر نجات پانے کا حقدار وہی ہے۔
جو خدا کی نگاہ میں حقدار ہوگا۔ اور وہ وہی ہے جس
کے دل میں سچا تقویٰ اور طہارت ہوگی۔ جو اللہ تعالیٰ
کے اوامر کی تعمیل کرتے۔ اور نہی سے باز رہتے ہیں۔
وہی ہیں۔ جو اس پر بیٹھ سکتے ہیں۔ اور ساحل نجات تک
پہونچ سکتے ہیں۔ اور اگر کوئی کود کر بظاہر بیٹھ بھی جاوے
تو میں یقیناً کہتا ہوں۔ کہ وہ نجات کی کشتی پر سوار ہو کر بھی
موج خیز طوفان میں گر کر پاش پاش ہوگا۔ میں آخر میں دعا
کرتا ہوں۔ کہ اللہ تعالیٰ مجھے اور اس کلام کے سننے (اور
پڑھنے والوں) کو سچا تقویٰ اور حقیقی طہارت عنایت
کرے۔ اور آنے والے طوفان سے جو فسق و فجور اور معصیت
کا بلاخیز طوفان ہے۔ امن میں رکھے آمین

دنیوی سواریوں میں جیسے ریل گاڑی ہے۔ سوار ہونے
سے پہلے ٹکٹ لینا پڑتا اور اور عملہ مختار کو دکھانا پڑتا ہے
مگر الٰہی کشتی کی سنت اسکے خلاف ہے۔ ان میں اولاً بلا
پڑتال صحیح کے جوق جوق لوگ سوار ہو جاتے ہیں۔ اور
جب کشتی امواج و ذخار دریا کے منجدھار میں پہنچتی ہے۔
اس وقت ہم سے اخلاص اور بے ریا و بے نفاق ایمان
اور تقوےٰ کا ٹکٹ پوچھا جاتا ہے۔ آخر تہی دست نکلنے
پر بڑی ذلت سے کشتی سے راندہ کیا جاتا ہے۔ اور سچ
تو یہ ہے۔ کہ خاتمہ تک ڈر ہی ڈر ہے

قادیان دارالامان کا ہفتہ

۱۔ موسم بدل چلا تھا کہیں قریب ہی اولے پڑ جانے کے باعث چند روز خوب
سردی اور ٹھنڈی ہوا چلتی رہی۔
۲۔ ہولی کے باعث قادیان کے ہندو خوب خاک دھول اڑاتے رہے جدھر جاؤ
نئے طلونگ نئی بھیڑ چال نظر آتی۔ مرد تو مرد عورتیں۔ عورتیں سی محنت۔
بنتو رہی اور بازاری آدمی ایسی تقریبوں کی نمبردار بنکر امردوں اور نوخیز
لڑکوں کو نچاتے رہے ہم مذہبی خیال سے نہیں بلکہ سوسائٹی
کے لحاظ سے کہتے ہیں۔ کہ اپنی لڑکوں کو زنانہ لباس پہنا کر نچانا ناہم نہیں
سمجھتے کون باغیرت باپ پسند کریگا۔ گورنمنٹ کی قانون میں برسر بازار
گالی دینا خلل امن عامہ میں داخل سمجھا جاتا ہے۔ پھر نہیں معلوم ہولی کے
بھڑوؤں کو کیوں **مغلظات اور فواحش** بلنے ہوئے نہیں روکا جاتا۔
اور اس پر تعجب ہے کہ نئی تہذیب و تہذیب کے ماتا پتا ہمارے بعض آریہ بھائی بھی
ایسے جلسوں کے حصہ لیتے ہوئے دیکھے گئے۔
۳۔ آریہ دھرم سبھا میں جھانجھ بازی اور تماشہ بازی نے بتلایا کہ سالانہ جلسہ ہے
۴۔ ایکطرف قادیان دارالامان کے باشندے ایک فریق کا ہنگامہ جاری تھا۔ دوسری طرف
مسلمانوں کی بھی خوشی کی تقریب عید کا نظارہ قابل دید تھا۔ دو ہزار سے
زیادہ اشخاص جمع تھے۔ حضرت مقدس نے نماز عید سے پہلے ہی ایک بد
مخلص کی ماں کا جو اسی روز دار البقا کو سدھاری جنازہ پڑھا۔ اور اسکی مغفرت
کیلئے دعا مانگی۔ پھر مولوی سید محمد احسن صاحب امروہی نے نماز عید
پڑھائی۔ مسلمانوں نے جوق در جوق قادیان کے علاوہ پاس پاس کے دیہات سے آگئے
تھے۔ نہایت شوق اور حفظ کے ساتھ عید کی نماز ادا کی
۵۔ رمضان کے مہینے سے لیکر آجتک کوئی سوا سو کے قریب اسکے گرد
کے نئے آدمیوں نے حضرت اقدس کے ہاتھ پر **بیعت** کی ہر جمعہ کو پندرہ
بیس آدمی بیعت ہوتے ہیں (اللھم زد فزد) لوگوں میں عام تحریک ہو چلی
ہے۔ خدا کے ملائک یہ کام خود کر رہے ہیں جیسا کہ حضرت اقدس نے کسی
موقع پر لکھا ہے۔ حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب کے صدق و اوعظ
کا بھی بڑا اثر ہے۔ اصل یہ ہے۔ سخن کز دل بروں آید نشیند لاجرم بر دل
خدا مولوی صاحب کو جزائے خیر دے۔ آمین۔
۶۔ حضرت مولوی نور الدین صاحب کا درس قرآن بدستور جاری۔ اور چشمہ فیض
قرآنی کا اثر ساری۔
۷۔ **نئے مہمان۔ بھیرہ۔ امرتسر۔ لدھیانہ** سے
چند احباب حضرت اقدس کی خدمت میں حاضر ہوئے۔
۸۔ ۵ مارچ سنہ ۱۸۹۸ء کو علی الصباح سیٹھ عبد الرحمن حاجی اللہ رکھا
اور سیٹھ آدم اسمٰعیل مع الخیر اپنے وطن کو روانہ ہوگئے۔ حضرت اقدس
ایسی شفقت اور محبت سے جو ایک مہربان باپ کو اولاد سے ہوتی ہے
کچھ فاصلہ تک چھوڑنے گئے۔ بہت سے احباب ہمراہ تھے۔
۹۔ **نئی تالیفات و تصنیفات**۔ حضرت اقدس نے اس ہفتہ میں
ایک اشتہار محمد حسین بٹالوی کے متعلق شائع کیا۔ جو آج کے
اخبار میں درج ہے۔ اور ایک درخواست گورنمنٹ کی خدمت میں اسے انگریزی میں
چھپواکر ارسال فرمائی۔ جسکا منشا اور خلاصہ یہ ہے کہ ان کی **پاک جماعت**
ایک امن اور سلامتی کی قدر کرنیوالی جماعت ہے۔
مسک العارف یعنی چہل حدیث زیر طبع ہے۔
سورۃ تبت کی تفسیر قریب الختم۔ قیمت ۴ فی جلد ہمارے ذی مقدرت احباب کثرت خرید کر
تقسیم کریں۔ جلدی درخواستیں بھیجیں ورنہ من بعد دوسرے ایڈیشن کا انتظار کرنا ہوگا۔
حضرت اقدس طاعون کے متعلق ایک رسالہ لکھ رہے ہیں اور رسالہ [illegible]
بھی زیر تصنیف ہے۔ ہر دو رسالے نور اور ہدایت مجسم ہوں گے ۱۲

مکاتیب دلچسپ

پچھلے اشتوں میں جو مکتوبات امام الزمان سلمہ الرحمٰن درج ہوئے ہیں۔ وہ ہمارے صادق دوست منشی محمد صادق (ایدہ اللہ بروح منہ) اور سب سے زیادہ منشی ظفر احمد صاحب سلمہ ربہ کی سعی کا نتیجہ ہیں۔ ہم اپنے ناظرین سے التماس کرتے ہیں کہ اگر اُن کے پاس کوئی مکتوب امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہو۔ وہ ہمارے پاس بجنسہٖ یا اس کی نقل بھیجدیں۔ تاکہ اندراج اخبار کے لئے ہم کو سہولت ہو۔

آج ہم ذیل میں اپنے واجب التکریم مخدوم مولانا عبدالکریم صاحب سیالکوٹی کا ایک مکتوب درج کرتے ہیں جو اُنہوں نے اپنے ایک سیالکوٹی دوست کو تعزیت نامہ کی شکل میں لکھا ہے۔ اس سے ناظرین اور ہمارے مخالفین خصوصاً اندازہ کرنے کے قابل ہوسکیں گے۔ کہ امام علیہ الصلوٰۃ والسلام سے تعلق پیدا کرنے والے لوگوں کی ہر ایک بات محض خدا ہی کے لئے ہو جاتی ہے۔ اور ہر امر میں خدا ہی اُن کا مقصود بالذات ہو جاتا ہے۔ بہرحال وہ خط یہ ہے۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مجھے سیالکوٹ سے سخت غم انگیز خبر ملی ہے۔ کہ آپ کے والد ماجد صاحب اچانک اس دار رفانی سے گذر گئے۔ خدا تعالیٰ اُن کو اپنی بےحد رحمت کے سایہ میں جگہ دے۔ چونکہ مرحوم چوہدری صاحب کو مجھ سے خصوصاً ایک ایمانی تعلق تھا۔ میں انشاء اللہ اُن کے لئے سوز دل سے دعا کرونگا۔

اگرچہ ایسے سانحہ پر ایک تسلی بخش کا منصب اختیار کرنے سے میرا دل مجھے خود شرمندہ کرتا ہے۔ کہ میں چاہوں کہ ایسے لائق رحیم باپ کی وفات پر آپ خفیف سا صدمہ بھی محسوس کریں بلکہ میں تو صاف صاف اعلان کرتا ہوں۔ کہ مرحوم کے مفارقت اس قابل ہے کہ کبھی بھی مندمل نہ ہوسکنے والا زخم اُن کے درماندگاں کے دلوں میں پیدا کرے۔ مگر خدا تعالیٰ کی جاری سنت پکار کر کہتی ہے۔ کہ او! ناشکیب! نوحہ سرا دوسرا دن پر کیا سر دُھنتا ہے اپنے گور و کفن کے فکر میں مصروف ہو۔ کہ اب عنقریب تیری باری ہے۔ مرحوم کے روح سے نیکی کرنا مرحوم کو آسمانی انجمن میں مستبشر کرنا کہ وہ فرزند رشید دُنیا میں چھوڑ گیا ہے۔ لائق بیٹے کا فرض ہے۔ میرا اعتقاد ہے۔ کہ لائق بیٹے کو اب ایسی ہیئت پر کھڑا ہونا ہوگا۔ جس کا وہ قبل اس کے از راہ پیش بینی اندازہ بھی نہیں کر سکتا تھا۔

ہماری پاک شریعت نے ثواب پہونچانے کے کئی طریق بتائے ہیں۔ صدقات جاریہ کے کئی اقسام ہیں۔ اور دعائے مغفرت مانگنا۔ دعا بڑی مقبول اور اہم چیز ہے۔ مگر اُس کے لئے چاہیئے۔ کہ داعی اپنے اندر صلاحیت قبولیت پیدا کرے۔ اور یہ بجز صادق تقویٰ اور راسخ ایمان کے پیدا ہونا ناممکن ہے۔ اور یہ صفات بجز صادقین متقین کی معیت اختیار کرنے کے حاصل نہیں ہو سکتیں۔ میرے دل میں کئی دنوں سے جوش پیدا ہو رہا تھا۔ کہ میں آپ کو تبلیغ کروں۔ کہ آپ اس راہ پر مردانہ قدم مارنے کے لئے نکلیں۔ اب اس تحریک میں اس سانحہ سے اور بھی ترقی ہوگئی۔ آپ جانتے ہیں کہ آپ کے والد صاحب امام زمان کے وجود سے عدم شناختہ اور ایک سادگی کے عالم میں گذر گئے۔ اور زندگی میں حق تھا کہ وہ شناخت کرتے اور موقع اور وقت بھی کافی ملا تھا۔ مگر وہ توفیق نہ پا سکے۔ لیکن یہ شکر ہے۔ کہ وہ ایک سادہ غفلت کی حالت میں اُٹھے ہیں۔ ایک منکر اور مکفر کی صورت میں نہیں گئے۔ اب آپ روح و جسم میں اُن کے خلف الرشید اور خلیفہ ہیں۔ اُس کمی کو آپ پورا کریں۔ کہ گر پدر نتواند پسر تمام کند۔

میرا دلی اعتقاد ہے کہ آپ رشید اور سعید ہیں۔ اور اسی لئے خدا تعالیٰ نے آپ کی دستگیری کی کہ آپ نے ایک مدت تک خدا تعالیٰ کا کلام مجھ سے سنا۔ میں یہ گمان کرنا بھی نہیں چاہتا کہ آپ کو اس راستی کی گواہی میں ابھی کوئی تامل ہے۔ اس لئے کہ آپ اب تک آسمانی نور کو شناخت نہیں کر سکے۔ مجھ کو یہ یقین کر لینا چاہیئے۔ کہ خدا تعالیٰ نے آپ کو اس قدر خیر کی دی ہے۔ کہ آپ بہت دنوں سے حق کا سراغ لگا چکے ہیں۔ پھر اس میں کیوں دیر ہو۔ کہ آپ علانیہ شاہدین میں مکتوب ہو جائیں۔ ایک قوم ہے۔ اور آپ اُنہیں خوب جانتے ہیں۔ جو دن کے اطراف میں اور رات کے آنا میں پکار پکار کہہ رہے ہیں۔ اور وہ اس اعتراف میں اپنی جانوں میں شرمندہ نہیں ہیں۔ ربنا

امنا بما انزلت واتبعنا الرسول فاکتبنا مع الشاھدین۔ پروردگار! ہم تیرے اتارے پر ایمان لائے اور اس فرستادہ کے پیچھے ہولئے۔ اب ہم نہیں چاہتے۔ کہ اس امر کو مخفی رکھیں۔ اور دلی اعتقاد پر کفایت کریں۔ سو تو ہمیں اُن لوگوں کی فہرست میں درج کرلے۔ جنہوں نے علانیہ مرد میدان بن کر اُس سچائی کی گواہی دی۔ اور اپنی عملی کارگذاریوں سے اپنے اندرونی اعتقاد کی سچائی پر مہر کردی۔

بہت لوگ ضعف دل سے مخفی نیت پر اکتفا کرتے اور باہر میں نشانہ نہ ہونے کو ایک کام سمجھتے ہیں۔ مگر خدا تعالےٰ کے نزدیک اُن کی نیت پر پشہ بھی وزن نہیں رکھتی۔ اس لئے کہ اخفا کے وجوہ و محرکات اور لوگوں سے ڈرنا اس اخلاص اور توحید کے مخالف پڑتا ہے۔ جو ثواب اور اجر کی سر سبز جڑ ہے۔ اور اجر کی فلاسفی یہی ہے کہ ادھر سے کچھ کھوئے۔ تو اس طرف سے پائے۔ اس مشرک ڈرپوک نے کھویا کیا ہے جس کا عوض پانے کی؛ اے عالم الباطن خدا سے توقع ہے۔ اور در حقیقت کیسی شرم کی بات ہے۔ کہ جن سے ڈر کر یہ حق کا علانیہ اتباع نہیں کرتا۔ وہ تو با خوف کھلے کھلے باطل کی پیروی کرتے۔ اور روز روشن میں بدکاریوں کا ارتکاب کرتے ہیں۔ اور وہ اس سے ایسی حرکات کرتے ہوئے ایک لحظہ کے لئے بھی نہیں ڈرتے۔ مگر یہ ناخدا ترس مشرک اُنکے ڈر سے خدا کی رضا کی باتوں کو بھی اختیار نہیں کر سکتا

خدا کرے۔ کہ آپ میری مخلصانہ باتوں کو غور سے پڑھیں مجھے یہ خیال آتا ہے۔ کہ میں نے بنائے ذہبکے چلن کے خلاف راہ لی ہے۔ کہاں تعزیت و تسلیت اور کہاں یہ داستان۔ مگر حق یہ ہے۔ کہ یہی حق ہے۔ ۱۲ فروری ۹۸ء

مکتوب ۲

مولانا عبدالکریم صاحب ایک خط میں لکھتے ہیں۔

مجھے آپکا خط پڑھکر تشویش ہوئی۔ بار بار بخار کا عود کرنا بتاتا ہے۔ کہ طبع میں بخار کا مادہ موجود رہتا ہے۔ بہت ضروری بات ہے۔ کہ وہ نسخہ مولوی نورالدین صاحب کا جو مینے کچھ مدت ہوئی آپ کو لکھا تھا۔ ہفتہ میں تین چار مرتبہ استعمال کیا کریں میں آپ کے لئے بہت دعا کرونگا۔ اور خدا کا شکر ہے۔ کہ میں اپنی دعاؤں میں آپ کو یاد رکھتا ہوں۔ آج ظہر کے وقت حضرت امام صادق علیہ السلام کی پاک خدمت میں آپ کے لئے عرض کیا۔ اور بااصرار عرض کیا۔ یقیناً دعا کرینگے میری روحانی حالت اس دفعہ الحمد للہ بہت اچھی ہے۔ مجھے ہمیشہ تڑپ رہتی تھی۔ کہ تہجد کی توفیق مل جائے۔